بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

شمارہ 23

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 800روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadrqadian.in

28 شوال 1442ہجری قمری • 10 ہجرت 1400ہجری شمسی • 10 جون 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَلِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ○

(سورۃ المائدہ:18)

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اُس کی بھی جواُن دونوں کے درمیان ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4 جون 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تا کہ مَیں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہوگئیں ہیں ان کو دور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے، مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہوگیا کہ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے، مگر اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تا کہ میں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہوگئیں ہیں ان کو دور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں۔ خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب، اس کے غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کیلئے خطرناک و مضر ہیں اور انسان کی روحانی قوتوں کی نشوونما اور ترقیوں کیلئے ایک روک ہیں۔

عیسیٰ ابن مریم کے متعلق اصل حقائق

منجملہ ان کے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے اور جس میں بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ اسی ایک مسئلے پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا، جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیحؑ ابن مریم اپنے ہمعصر یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا۔ جس طرح پر راستباز اپنے زمانہ میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح پر ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کو مصلوب کرادیں۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز میں کامیاب ہوگئے، کیونکہ حضرت مسیحؑ ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچالیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اُتر آئے۔ اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سے دلائل ہیں جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہیں، لیکن اس وقت اس کا بیان کرنا میری غرض نہیں، ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہیں انجیل میں پڑھنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ ابن مریم صلیب پر سے زندہ اُتر آئے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں اُن کے بہت سے دشمن ہیں اور دشمن بھی دشمنِ جان اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ جس سے ان کی ہجرت کا پتہ ملتا تھا کہ انھوں نے ارادہ کرلیا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں اور اپنے فرضِ رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آکر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے، تبلیغ کرتے رہے اور اُن کی اصلاح کی اور آخر اُن میں ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 303 تا 304، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی ﷺ

رات کے وقت دفنانا

(1340) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نمازِ جنازہ اسکے دفنائے جانے کے ایک رات بعد پڑھی۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کھڑے ہوئے اور آپؐ نے پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں کی قبر ہے۔ کل رات دفن کیا گیا تھا۔ آپؐ نے اسکی نماز جنازہ پڑھی۔

☆ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت جابرؓ کی روایت کی بناء پر جو ابن حبان نے نقل کی ہے بعض نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ رات کو دفنانا منع ہے۔ ابن حبان کی روایت کے یہ الفاظ ہیں اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ زَجَرَ اَنْ یُّقْبَرَ رَجُلٌ لَیْلًا اِلَّا اَنْ یُّضْطَرَّ اِلٰی ذٰلِکَ (فتح الباری جزء 3 صفحہ 265) یعنی آپؐ نے منع فرمایا کہ سوائے اضطراری حالت کے میت رات دفن کی جائے۔ بعض فقہاء نے اس روایت کی بناء پر یہ فتویٰ دیا ہے کہ رات کو تدفین منع ہے۔ یہ فتوے ردّ کرنے کی غرض سے باب 69 قائم کیا گیا ہے۔ امام مسلمؒ نے بھی ایک شخص کے رات کو دفنائے جانے کے بارہ میں ایک روایت نقل کی ہے اس میں بھی یہ ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ہدایت کی کہ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحَسِّنْ کَفَنَہٗ جب تم میں سے کسی کے سپرد اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین ہو تو اچھی طرح تجہیز و تکفین کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ناراضگی کی وجہ ناقص تکفین تھی۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الجنائز، مطبوعہ 2006 قادیان)

یورپ کے محققین تسلیم کرتے ہیں کہ اگر مسلمان عرب نہ ہوتے تو آج دنیا علم کی اُس منزل پر نہ ہوتی جہاں اب ہے اور روحانیت میں جو عربوں نے ترقی کی اس کی مثال تو ابتداء عالم سے اس وقت تک اور کسی قوم میں پائی ہی نہیں جاتی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ ابراہیم آیت نمبر 2 الٓرٰ ۚ کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ۙ بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں بتایا ہے کہ قرآن کریم ایک روشنی ہے جس کے ذریعہ سے محمد رسول اللہ لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکال لے جائیں گے۔ پھر روشنی کی تشریح اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ سے کی۔ یعنی عزیز و حمید خدا کا راستہ ہی اصل روشنی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں روشنی کو تو ہر ایک پسند کرتا ہے لیکن روشنی کی تشریح میں لوگوں کو اختلاف ہوتا ہے۔ آج کل لوگ کہتے ہیں یہ نئی روشنی کے آدمی ہیں اور مراد جدید فلسفہ اور تہذیب اور اباحت اور لامذہبی کی اتباع ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے مسیحیت خدا کا نور ہے۔ کوئی ہندو مذہب کو کوئی اسلام کو خدا کا نور قرار دیتا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسم و رواج اور قشر اور چھلکا خدا کا نور نہیں کہلا سکتا۔ نور تو خدا تعالیٰ کی طرف جانے کا نام ہے۔ جس کا قدم خدا تعالیٰ کی طرف نہیں اٹھا اسے نور کو حاصل کرنے والا کسی صورت میں نہیں کہہ سکتے۔ نور کو وہی پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ وجود باری پر دلالت کرنے کیلئے اس جگہ دو صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ عزیز اور حمید۔ عزیز کے معنے غالب اور حمید کے معنے قابل تعریف کے ہیں۔ ان دو صفات کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ ایک عملی روشنی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا علمی پر۔ عزیز سے مل کر انسان اپنے دشمنوں پر غالب آجاتا ہے اور ظاہری اندھیرے یعنی تکالیف اور مصائب دور ہوجاتے ہیں۔ اور حمید سے مل کر انسان اپنے اندرونی دشمن شیطان پر غالب آجاتا ہے اور باطنی اندھیرے یعنی وساوس اور شبہات اور جہالت دور ہوجاتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہ

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت ﷺ (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اختتامی خطاب جلسہ سالانہ بلجیم 2006
اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2008
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
ملکی رپورٹیں
خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ✡ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

مولوی عبدالحق غزنوی کیلئے پانچ سو روپے کا انعام
اگر کوئی منصف قسم کھالے کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق کی ذلّت نہیں ہوئی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”انوار الاسلام“ جلد 9 سے پیش کر رہے ہیں۔

قبل از یں ہم عرض کر چکے ہیں کہ جنگ مقدس یعنی مباحثہ امرتسر کے آخری روز 5 جون 1893 کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کی موت کی پیشگوئی فرمائی تھی جس کی میعاد پندرہ ماہ تھی۔ پیشگوئی شرطی تھی جس کے الفاظ یہ تھے **”بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے“** لیکن چونکہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ وقت کے لئے مہلت دے دی اور وہ موت سے بچ گیا۔ اس پر مولویوں اور مسلمان علماء نے شور مچایا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ انہوں نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر خوشی منائی اور عیسائیت کو فاتح اور اسلام کو مفتوح قرار دیا۔ عیسائیوں کے ساتھ مل کر خوشی منانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک معاند اور مخالف مولوی عبدالحق غزنوی بھی شامل تھا اور اس کے دوسرے غزنوی برادران بھی شامل تھے جن کا تعلق امرتسر سے تھا۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مولوی عبدالحق غزنوی مولوی عبداللہ غزنوی کا بیٹا نہیں بلکہ شاگرد تھا۔ ان کے بیٹے مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبدالواحد غزنوی وغیرہ تھے۔ مولوی عبداللہ غزنوی ایک نیک صالح متقی صاحبِ کشف والہام بزرگ تھے جنہوں نے افغانستان سے ہجرت کر کے امرتسر میں رہائش اختیار کی تھی۔ انہوں نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق فرمائی تھی اور آپؑ کے متعلق کہا تھا کہ: ”ایک نُور آسمان سے اُترا ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔“ (تحفہ غزنویہ رُوحانی خزائن جلد 15 صفحہ 546) نیز یہ بھی کہا تھا کہ : ”ایک نُور آسمان سے گرا اور وہ قادیان پر نازل ہوا اور میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔“ (تحفہ غزنویہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 565)

مولوی عبداللہ غزنوی کی پیشگوئی پوری ہوئی، ان کی اولاد نہ صرف یہ کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے سے محروم رہی بلکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مولوی عبدالحق غزنوی جو عبداللہ غزنوی کی شاگردی اور مریدی کا دم بھرتا تھا، جب اُس نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہنسی اور ٹھٹھا کیا اور آپؑ کو نعوذ باللہ کاذب دجال اور جہنمی کہا تو دراصل اُس نے اپنے مُرشد سے ٹھٹھا کیا، اور مُرشد کی نافرمانی کی اور مُرشد کے خلاف ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی عبدالحق کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں : ”جس شخص کی استادی کا تم فخر کرتے ہو اُسی نے گواہی دے دی کہ تم جھوٹے اور غلام احمد قادیانی سچا ہے......اور گواہی بھی تمہارے اُس اُستاد کی یعنی عبداللہ غزنوی کی کہ اگر اُس کی بات نہ مانو تو عاق کہلاؤ کیونکہ تمہارا سارا شرف اُسی کے طفیل ہے اگر اُس کو تم نے جھوٹا سمجھا تو پھر تم ناخلف شاگرد ہو۔“ (تحفہ غزنویہ رُوحانی خزائن جلد 15 صفحہ 546)

مولوی عبداللہ غزنویؒ کے متعلق ”حیات طیبہ“ مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل میں لکھا ہے :

”یہ بزرگ ضلع غزنی (افغانستان) کے ایک گاؤں گیرو نامی میں پیدا ہوئے۔ چونکہ عبادت گزار اور ذکر الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے اور عاشق رسولؐ تھے، اسلئے ایک خواب میں انہوں نے صحیح بخاری کو غبار آلود دیکھا اور خواب میں ہی اسے صاف کرنا شروع کیا۔ اس خواب کے بعد آپ نے صحیح بخاری کا کثرت سے مطالعہ کرنا شروع کیا۔ غزنی کے ظالم علماء نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو وہابی مشہور کر کے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے جلاوطن کر دیا، جس پر آپ ہجرت کر کے امرتسر تشریف لے آئے۔“ (صفحہ 39)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح بزرگان دین کو فروعی باتوں میں بادشاہوں اور حاکم وقت کی طرف سے بڑی بڑی تکلیفیں دی گئیں۔ آپؓ فرماتے ہیں :

حضرت عبداللہ صاحب غزنوی کو ہی جب افغانستان سے نکالا گیا تو انہیں گدھے پر سوار کیا گیا، منہ کالا کیا گیا اور جگہ بہ جگہ پھرایا گیا۔ جھگڑا یہی تھا کہ یہ آمین بالجہر، رفع یدین اور تشہد میں اُنگلی اٹھانے کے قائل تھے۔ اسی طرح اور بہت سے چھوٹے چھوٹے امور ہیں جن کی وجہ سے بزرگانِ دین کو تکلیفیں دی گئیں۔ مگر جنہوں نے تکلیفیں دیں وہ انہیں بڑی ہی سمجھتے تھے۔ (خطبات محمود جلد 14، صفحہ 237، خطبہ جمعہ 6/ اکتوبر 1933)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ سے قبل دو دفعہ ان سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیردی (امرتسر کا ایک نواحی گاؤں۔ ناقل) میں اور دوسری دفعہ امرتسر میں ان سے میری ملاقات ہوئی، میں نے انہیں کہا کہ آپ مُلہَم ہیں، ہمارا ایک مدّعا ہے اس کے لئے آپ دُعا کرو مگر مَیں آپ کو نہیں بتلاؤں گا کہ کیا مدّعا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ”در پوشیدہ داشتن برکت است و من انشاء اللہ دُعا خواہم کرد و الہام امر اختیاری نیست۔“ اور میرا مدّعا یہ تھا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزّل میں ہے خدا اس کا مددگار ہو۔ بعد اس کے میں قادیان میں چلا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک ان کا خط مجھ کو ملا جس میں لکھا تھا کہ ”ایں عاجز برائے شما دُعا کردہ بود۔ اِلقا شد۔ وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ فقیر راکم اتفاق مے افتد کہ بدیں جلدی اِلقا شود۔ ایں از اخلاص شما مے بینم۔“ (حیات طیبہ“ مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل، صفحہ 39)

فارسی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ مدّعا کو پوشیدہ رکھنے میں ہی برکت ہے۔ مَیں انشاء اللہ دُعا کرونگا اور الہام تو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اور دعا کے بعد لکھا کہ: اس عاجز نے تمہارے لئے دعا کی تھی جس پر یہ فقرہ اِلقا ہوا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ اس قدر جلدی القا کا ہونا، فقیر کو کم ہی ایسا اتفاق ہوا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ تمہارے اخلاص کا نتیجہ ہے۔ ذیل میں مولوی عبداللہ غزنوی صاحب سے متعلق ایک اور واقعہ پیش ہے جس سے آپ کی کمال بزرگی کا پتا لگتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ایک بزرگ غایت درجہ کے صالح جو مردانِ خدا میں سے تھے اور مکالمہ الٰہیہ کے شرف سے بھی مشرف تھے اور بمرتبہ کمال اتباع سُنّت کرنے والے اور تقویٰ اور طہارت کے جمیع مراتب اور مدارج کو ملحوظ اور مرعی رکھنے والے تھے اور اُن صادقوں اور راستبازوں میں سے تھے جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچا ہوا ہوتا ہے اور پرلے درجہ کے معمور الاوقات اور یاد الٰہی میں محو اور غریق اور اسی راہ میں کھوئے گئے تھے جن کا نام نامی عبد اللہ غزنوی تھا ایک دفعہ میں نے اُس بزرگ باصفا کو خواب میں اُن کی وفات کے بعد دیکھا کہ سپاہیوں کی صورت پر بڑی عظمت اور شان کے ساتھ بڑے پہلوانوں کی مانند مسلّح ہونے کی حالت میں کھڑے ہیں تب میں نے کچھ اپنے الہامات کا ذکر کر کے اُن سے پوچھا کہ مجھے ایک خواب آئی ہے اس کی تعبیر فرمائیے۔ مَیں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کا قبضہ میرے پنجہ میں اور نوک آسمان تک پہنچی ہوئی ہے جب میں اس کو دائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزاروں مخالف اس سے قتل ہو جاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزار ہا دُشمن اس سے مارے جاتے ہیں تب حضرت عبداللہ صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میری خواب کو سُنکر بہت خوش ہوئے اور بشاشت اور انبساط اور انشراح صدر کے علامات وامارات اُن کے چہرہ میں نمودار ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ سے بڑے بڑے کام لے گا اور یہ جو دیکھا کہ دائیں طرف تلوار چلا کر مخالفوں کو قتل کیا جاتا ہے اس سے مراد وہ اتمام حجت کا کام ہے کہ جو روحانی طور پر انوار و برکات کے ذریعہ سے انجام پذیر ہوگا اور یہ جو دیکھا کہ بائیں طرف تلوار چلا کر ہزار ہا دشمنوں کو مارا جاتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ سے عقلی طور پر خدائے تعالیٰ الزام واسکات خصم کرے گا اور دنیا پر دونوں طور سے اپنی حجت پوری کر دے گا۔ پھر بعد اس کے انہوں نے فرمایا کہ جب مَیں دنیا میں تھا تو میں اُمیدوار تھا کہ خدائے تعالیٰ ضرور کوئی ایسا آدمی پیدا کرے گا۔ پھر حضرت عبداللہ صاحب مرحوم مجھ کو ایک وسیع مکان کی طرف لے گئے جس میں ایک جماعت راستبازوں اور کامل لوگوں کی بیٹھی ہوئی تھی لیکن سب کے سب مسلّح اور سپاہیانہ صورت میں ایسی چستی کی طرز سے بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ گویا کوئی جنگی خدمت بجالانے کے لئے کسی ایسے حکم کے منتظر بیٹھے ہیں جو بہت جلد آنے والا ہے پھر اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ (ازالہ اوہام رُوحانی خزائن جلد 3، صفحہ 143 حاشیہ)

یہاں یہ ذکر بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی اُمامہ مولوی عبداللہ غزنوی کے بیٹے مولوی عبدالواحد غزنوی سے بیاہی گئی تھیں۔ حیات نُور میں لکھا ہے کہ :

اس لڑکی کی شادی آپؓ نے (حضرت خلیفہ اوّل نے۔ ناقل) حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے مولوی عبدالواحد صاحب کیساتھ کر دی۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنویؒ ایک بزرگ اور ولی اللہ انسان تھے اور انہی کی بزرگی کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی لڑکی کی شادی ان کے لڑکے کیساتھ کر دی مگر افسوس کہ اپنے اور بھائیوں کی طرح یہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شدید دشمن رہے بلکہ ایک دفعہ جب یہ آپؓ سے ملاقات کرنے کیلئے قادیان آئے تو آپؓ کے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ملنے چلے گئے۔ جب حضرت اقدسؑ مسجد مبارک میں ان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت مولوی صاحبؓ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ حضرت اقدسؑ کی کسی بات کا جواب نہیں دیتے تھے اور جلدی جلدی زبان ہلاتے جاتے تھے چنانچہ جب ان سے بعد ملاقات دریافت فرمایا کہ تم اُس وقت کیا پڑھ رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں پڑھ رہا تھا۔ حضرت اقدس نے جب یہ بات سُنی تو بہت مسکرائے۔ (حیاتِ نور، باب دوم صفحہ 79)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو مَیں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کیساتھ قبول کرتا اور ردّ نہ کرتا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا اور جو کچھ عقیدہ میں غلطی تھی وہ قابل مؤاخذہ نہیں کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے۔ مؤاخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ متقی اور راستباز تھا اور تبتّل اور انقطاع اس پر غالب تھا اور عباد صالحین میں سے تھا۔ (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 250)

مولوی عبدالحق غزنوی ایسے صالح اور باخدا مرد کا ایک ناخلف شاگرد تھا۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کرتا جیسا کہ اس کے مُرشد نے تصدیق کی تھی لیکن بدقسمتی کہ عبدالحق نے نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق نہیں کی بلکہ بڑھ چڑھ کر آپ کی مخالفت کی۔ آپ کو دجال اور کذاب کہا۔ آپؑ کو اور آپؑ کی پیشگوئیوں کو جھوٹا قرار دیا اور بمقام امرتسر آپؑ سے مباہلہ بھی کیا۔ مولوی عبدالحق غزنوی کہتا تھا کہ آتھم کا نہ مرنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مباہلہ کا ایک وبال اور اس کے نتیجہ میں آپؑ کو ملنے والی ایک ذلت ہے۔ آئندہ شماروں میں ہم انشاء اللہ مباہلہ کی رُوداد اور مباہلہ کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت، شہرت اور برکات کا ذکر کریں گے نیز یہ کہ طرح طرح کی ذلتیں اور لعنتیں اگر کسی کو نصیب ہوئیں تو وہ تھا مولوی عبدالحق غزنوی۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اُس کے قتل سے منع کیا گیا ہے جو اس شہادت (کلمہ) کا اظہار کرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

حضرت عمر بن خطابؓ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے

بارہ مرحومین: مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ناظر اشاعت قادیان، مکرم سیّد بشیر الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ قادیان، مکرم بشارت احمد صاحب حیدر واقفِ زندگی قادیان (ابن فیض احمد صاحب شحنہ)، مکرم ڈاکٹر محمد علی خان صاحب (امیر جماعت احمدیہ ضلع پشاور)، مکرم رفیع خان شہزادہ صاحب (سابق صدر محلہ دار الرحمت شرقی راجیکی ربوہ)، مکرم ایاز یونس صاحب آسٹریلیا، مکرم میاں طاہر احمد صاحب (سابق کارکن وکالت مال ثالث ربوہ)، مکرم رفیق آفتاب صاحب یوکے، مکرمہ زرینہ اختر صاحبہ (اہلیہ مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح استاد جامعہ احمدیہ یوکے)، مکرم حافظ محمد اکرم صاحب، مکرم چودھری نور احمد ناصر صاحب، مکرم محمود احمد منہاس صاحب (ابن حکیم عبید اللہ منہاس صاحب) کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 مئی 2021ء بمطابق 21 ہجرت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آپؓ نے جن غزوات اور سرایا میں شرکت کی اس کے بارے میں آج کچھ بیان کرتا ہوں۔ حضرت عمر بن خطابؓ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے جن میں سے بعض سرایا کے آپؓ امیر بھی تھے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 206 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

غزوۂ بدر کیلئے روانگی کے وقت صحابہ کے اونٹوں کی تعداد جو ان کے پاس تھے ستر تھی۔ اس لیے ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کیلئے مقرر کرنا پڑا اور ہر ایک باری باری سوار ہوتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

(السیرۃ الحلبیہ باب ذکر مغازیہ جلد 2 صفحہ 204 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بدر کیلئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی فرمائی تو اس کے ذکر میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے قافلہ کی روک تھام کیلئے مدینہ سے نکلے جو شام کی طرف سے آ رہا تھا۔ جب مسلمانوں کا قافلہ ذَفِرَان پہنچا، یہ مدینہ کے نواح میں وادی صفراء کے قریب ایک وادی ہے، تو آپؐ کو خبر ملی کہ قریش اپنے تجارتی قافلے کو بچانے کیلئے نکل پڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب کیا اور ان کو یہ خبر دی کہ مکہ سے ایک لشکر انتہائی تیز رفتاری سے نکل پڑا ہے۔ اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ کیا لشکر کے مقابلہ میں تجارتی قافلہ تم کو زیادہ پسند ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ یعنی ایک گروہ نے کہا ہم دشمن کے مقابلے میں تجارتی قافلے کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ذکر ملتا ہے کہ ایک گروہ نے کہا کہ اگر آپؐ ہم سے جنگ کا ذکر کرتے تو ہم اس کی تیاری کر لیتے۔ ہم تو تجارتی قافلے کیلئے نکلے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! آپؐ کو تجارتی قافلے کی طرف ہی جانا چاہیے اور آپؐ دشمن کو چھوڑ دیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔ حضرت ابوایوبؓ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کا سبب بھی یہی واقعہ ہے کہ کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْۢ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ۔ (الانفال: 6) کہ جیسے تیرے رب نے تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکالا تھا حالانکہ مومنوں میں سے ایک گروہ اسے یقیناً ناپسند کرتا تھا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی۔ پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی۔ پھر مقدادؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! جس کا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے اس کی طرف چلیے۔ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپؐ سے یہ نہ کہیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ فَاذْھَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدۃ: 25) پس جا تُو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم لوگ آپؐ کے ساتھ قتال کریں گے جب تک کہ ہم میں جان ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ، باب ذکر مغازیہ، جلد 2، صفحہ 205-206، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002) (فرہنگ سیرت صفحہ 125)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے قیدیوں کو پکڑا یعنی بدر کے موقع پر مسلمانوں نے قیدیوں کو پکڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا: ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبیؐ! وہ ہمارے چچا زاد اور رشتہ دار ہیں۔ میرا خیال ہے آپؐ ان سے فدیہ لے لیں۔ وہ ہمارے لیے ان کفار کے مقابلے میں قوت کا باعث ہو گا اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں یا رسول اللہؐ! اللہ کی قسم! میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی رائے ہے، بلکہ میری رائے یہ ہے کہ آپؐ انہیں ہمارے سپرد کر دیں۔ ہم ان کی گردنیں ماردیں اور علیؓ کے سپرد عقیل کو کریں کہ وہ اس کی گردن مارے اور میرے سپرد فلاں کو کریں جو نسباً حضرت عمرؓ کا رشتہ دار تھا تو مَیں اس کی گردن ماردوں کیونکہ یہ سب کفار کے لیڈر اور ان کے سردار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی بات کو ترجیح دی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میری بات کو ترجیح نہ دی۔ اگلے دن مَیں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے تھے۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے بتائیے کس چیز نے آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھی کو رلایا ہے۔ اگر مجھے رونا آیا تو مَیں بھی روؤں گا وگرنہ مَیں آپ دونوں کے رونے کی طرح رونے کی صورت بناؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رونے کی وجہ یہ ہے جو تمہارے ساتھیوں نے میرے سامنے ان سے فدیہ لینے کی تجویز پیش کی تھی۔ میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت سے زیادہ قریب پیش کیا گیا ہے جو درخت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی تھا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗۤ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ (الانفال: 68) یعنی کسی نبی کیلئے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کے بغیر قیدی بنائے اور پھر اگلی دو آیتیں چھوڑ کے ہے کہ فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا (الانفال: 70) یعنی پس جو مال غنیمت تم حاصل کرو اس میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ۔ پس اللہ نے ان کے لیے غنیمتیں جائز کر دیں۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب اَلْاِمْدَادِ بِالْمَلَآئِکَۃِ حدیث 4588)

اس حدیث کے شروع کے الفاظ جو ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ رو رہے تھے اور پھر آگے جو قرآنی آیات کے الفاظ ہیں ان میں جو مضمون بیان ہوا ہے وہ اس روایت کو مبہم سا کر دیتا ہے۔ واضح نہیں کرتا، بات واضح نہیں ہوتی۔ بہرحال اس روایت کو صحیح سمجھ کے اکثر کتب تاریخ اور سیرت اور مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گویا جنگ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے والے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حضرت عمرؓ کی رائے کو پسند فرمایا۔ حضرت عمرؓ کی سیرت و سوانح لکھنے والے جب ایک الگ باب باندھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی رائے پر کون کون سے قرآنی احکام نازل ہوئے تو ان میں سے ایک یہ بھی درج کیا جاتا ہے کہ جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے کو اللہ تعالیٰ نے ترجیح دی، لیکن یہ مبہم ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا واضح

نہیں ہوتا بلکہ لگتا ہے کہ سیرت نگاروں اور مفسرین کو اس کو سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو جو بیان فرمایا ہے تو آپؓ کے غیر مطبوعہ تفسیری نوٹس میں سے ایک نوٹ ملا ہے جو ان روایات کی تردید کرتا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کی جو یہ وضاحت ہے وہی صحیح لگتی ہے۔ بلا وجہ حضرت عمرؓ کے مقام کو اونچا کرنے کیلئے لگتا ہے کہ انہوں نے یہ روایت بنادی یا اس کو غلط سمجھا گیا۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ سورۃ انفال کی آیت نمبر اڑسٹھ (68) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا اور لکھتے ہیں کہ افسوس ہے کہ دنیا کے بعض حصوں میں اب تک یہ چلا آتا ہے کہ اگر جنگ نہ بھی ہو اور لڑائی نہ بھی ہو تب بھی قیدی پکڑ لیتے ہیں اور ان کو غلام بنا لیتے ہیں۔ یہ آیت اس قبیح رسم کو منسوخ کرتی ہے اور صاف صاف الفاظ میں حکم دیتی ہے کہ صرف جنگ کی حالت میں اور لڑائی کے بعد ہی دشمن کے آدمی قیدی بنائے جاسکتے ہیں۔ اگر لڑائی نہ ہو رہی ہو تو کسی آدمی کو قیدی بنانا جائز نہیں۔ اس آیت کی بڑی غلط تفسیر کی گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے جنگِ بدر کے موقع پر مکہ والوں کے کچھ قیدی پکڑ لیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ ان کے متعلق کیا فیصلہ کرنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ ان کو قتل کر دینا چاہیے۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے تھی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور یہ سورۃ انفال کی 68 آیت ہے جس میں یہ ہے کہ کسی نبی کیلئے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کرے۔

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ اسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو رائے لی گئی تھی اس میں تو حضرت ابوبکرؓ کی رائے مختلف تھی، حضرت عمرؓ کی رائے مختلف تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ لیکن (مفسّرین) کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو گویا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو ناپسند فرمایا۔ قیدیوں کو قتل کر دینا چاہیے تھا اور فدیہ نہیں لینا چاہیے تھا۔ یہ طبری کی تفسیر میں ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں مگر یہ تفسیر غلط ہے۔ اول اس وقت تک خدا نے کوئی ایسا حکم نازل نہیں کیا تھا کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر نہ چھوڑا جائے۔ اس لیے فدیہ قبول کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی الزام نہیں آسکتا تھا۔ دوم اس سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلہ کے مقام پر دو آدمیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا تھا اور خدا نے آپؐ کے اس فعل کو ناپسند نہیں فرمایا تھا۔ سوم صرف دو آیتیں اور آگے چل کر خدا مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے کہ مال غنیمت سے جو کچھ تم کو ملے اس کو کھاؤ وہ حلال اور طیب ہے۔ یہ بات کسی کے وہم میں بھی نہیں آسکتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فدیہ لینے کو خدا ناپسند کرے اور اس طرح جو روپیہ حاصل ہو اس کو حلال اور طیب فرمائے اس لیے یہ تفسیر ہی غلط ہے اور صحیح تفسیر یہی ہے کہ اس آیت میں ایک عام اصول مقرر فرما دیا ہے کہ قیدی اسی صورت میں پکڑے جاسکتے ہیں کہ باقاعدہ جنگ ہو اور دشمن کو کاری ضربیں لگا کر مغلوب کر دیا گیا ہو۔

(ماخوذ از دروس حضرت مصلح موعودؓ (غیر مطبوعہ) سورۃ الانفال، رجسٹر نمبر 36 صفحہ 968-969)

مفسرین قرآن میں سے علامہ امام رازی اور معروف سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی کا بھی یہی موقف ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔

(تفسیر کبیر علامہ امام رازی، جلد 8، جزء 15، صفحہ 158، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از شبلی نعمانی، جلد اول، صفحہ 194، مطبوعہ آر۔ زیڈ پیکجز لاہور 1408ھ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کے متعلق کیا کرنا چاہئے۔ عرب میں بالعموم قیدیوں کو قتل کر دینے یا مستقل طور پر غلام بنا لینے کا دستور تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر یہ بات سخت ناگوار گزرتی تھی اور پھر ابھی تک اس بارہ میں کوئی الٰہی احکام بھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میری رائے میں تو ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ آخر یہ لوگ اپنے ہی بھائی بند ہیں اور کیا تعجب کہ کل کو انہی میں سے فدایانِ اسلام پیدا ہو جائیں مگر حضرت عمرؓ نے اس رائے کی مخالفت کی اور کہا کہ دین کے معاملہ میں رشتہ داری کا کوئی پاس نہیں ہونا چاہئے اور یہ لوگ اپنے افعال سے قتل کے مستحق ہو چکے ہیں۔ پس میری رائے میں ان سب کو قتل کر دینا چاہئے بلکہ حکم دیا جاوے کہ مسلمان خود اپنے ہاتھ سے اپنے اپنے رشتہ داروں کو قتل کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فطری رحم سے متاثر ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور قتل کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ جو مشرکین اپنا فدیہ وغیرہ ادا کر دیں انہیں چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ بعد میں اسی کے مطابق الٰہی حکم نازل ہوا۔‘‘ جب الٰہی حکم بھی فدیہ دینے کے بارے میں نازل ہو گیا جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی لکھا ہے تو پھر اس حدیث کو بنیاد بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے رونے کا جواز پیدا کرنا تو عجیب سی بات لگتی ہے۔ بہرحال حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں ’’چنانچہ ہر شخص کے مناسب حال ایک ہزار درہم سے لے کر چار ہزار درہم تک اس کا فدیہ مقرر کر دیا گیا اس طرح سارے قیدی رہا ہوتے گئے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 367-368)

حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے بارے میں جو ذکر ملتا ہے کہ حضرت حفصہؓ کے شوہر جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ سے واپسی پر بیمار ہو کر انتقال کر گئے تو بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کے ساتھ شادی کی۔ اس کی تفصیل بخاری میں یوں درج ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ جب حضرت حفصہ بنت عمرؓ خُنَیس بن حُذَافہ سَہمی سے بیوہ ہوئیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے جو بدر میں شریک تھے۔ مدینہ میں انہوں نے وفات پائی تو حضرت عمرؓ نے کہا: مَیں حضرت عثمان بن عفانؓ سے ملا ان کے پاس حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو حفصہ بنت عمرؓ کا نکاح آپؓ سے کر دوں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا مَیں اپنے اس معاملے پر غور کروں گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں چنانچہ میں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کچھ دنوں کے بعد کہا کہ مجھے یہی مناسب معلوم ہوا ہے کہ میں ان دنوں شادی نہ کروں۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے۔ پھر مَیں حضرت ابوبکرؓ سے ملا کہ اگر آپؓ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمرؓ کا نکاح آپؓ سے کر دوں۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش ہو گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ عثمانؓ کی نسبت مَیں نے ان سے زیادہ محسوس کیا یعنی احساس زیادہ ہوا کہ انہوں نے بھی انکار کر دیا ہے۔ پھر مَیں کچھ دن ٹھہرا رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کا پیغام بھیجا اور مَیں نے آپؐ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جب نکاح ہو گیا تو پھر حضرت ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور کہا جب آپؓ نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور میں نے آپؓ کو کوئی جواب نہ دیا تو شاید آپؓ نے مجھ سے میرے نہ کرنے پہ، انکار کرنے پہ کچھ محسوس کیا تھا۔ مَیں نے کہا جی ہاں مَیں نے محسوس کیا تھا تو انہوں نے کہا کہ دراصل جو بات آپؓ نے پیش کی تھی اس کی نسبت آپؓ کو جواب دینے سے مجھے نہیں روکا تھا مگر اس بات نے کہ مجھے علم ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور مَیں ایسا نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ راز ظاہر کرتا۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ کو یہ علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے رشتہ کا اظہار کیا تھا۔ تو کہتے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز تھا مَیں اس کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ترک کر دیتے تو مَیں ضرور تمہارے اس رشتہ کو قبول کر لیتا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 4005)

یہ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ اس واقعہ کی کچھ تفصیل سیرت خاتم النبیین میں بھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ ’’حضرت عمر بن خطابؓ کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام حفصہؓ تھا۔ وہ خُنَیس بن حُذَافہؓ کے عقد میں تھیں جو ایک مخلص صحابی تھے اور جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ بدر کے بعد مدینہ واپس آنے پر خُنَیسؓ بیمار ہو گئے اور اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکے۔ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد حضرت عمرؓ کو حفصہ کے نکاح ثانی کا فکر دامن گیر ہوا۔ اس وقت حفصہؓ کی عمر بیس سال سے اوپر تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی فطرتی سادگی میں خود عثمان بن عفانؓ سے مل کر ان سے ذکر کیا کہ میری لڑکی حفصہ اب بیوہ ہے آپ اگر پسند کریں تو اس کے ساتھ شادی کر لیں مگر حضرت عثمانؓ نے ٹال دیا۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے بھی خاموشی اختیار کی اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ کو بہت ملال ہوا اور انہوں نے اسی ملال کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ سے ساری سرگذشت عرض کر دی۔ آپؐ نے فرمایا۔ عمر! کچھ فکر نہ کرو۔ خدا کو منظور ہوا تو حفصہ کو عثمان و ابوبکر کی نسبت بہتر خاوند مل جائے گا اور عثمان کو حفصہ کی نسبت بہتر بیوی ملے گی۔ یہ آپؐ نے اس لئے فرمایا کہ آپؐ حفصہ کے ساتھ شادی کر لینے اور اپنی لڑکی ام کلثوم کو حضرت عثمانؓ کے ساتھ بیاہ کر دینے کا ارادہ کر چکے تھے جس سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کو اطلاع تھی اور اسی لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کی تجویز کو ٹال دیا تھا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کی شادی فرما دی ......اور اسکے بعد آپؐ نے خود اپنی طرف

ارشاد باری تعالیٰ

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ (الانفال: 10)

ترجمہ: (یاد کرو) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا (اس وعدہ کے ساتھ) کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

طالبِ دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ: 31)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar — Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

سے حضرت عمرؓ کو حفصہ کیلئے پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو اس سے بڑھ کر اَور کیا چاہئے تھا۔ انہوں نے نہایت خوشی سے اس رشتہ کو قبول کیا اور شعبان تین ہجری میں حضرت حفصہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آکر حرم نبویؐ میں داخل ہوگئیں۔ جب یہ رشتہ ہوگیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ شاید آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی ملال ہو۔ بات یہ ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے اطلاع تھی لیکن میں آپؐ کی اجازت کے بغیر آپؐ کے راز کو ظاہر نہیں کرسکتا تھا۔ ہاں اگر آپؐ کا یہ ارادہ نہ ہوتا تو میں بڑی خوشی سے حفصہ سے شادی کر لیتا۔

حفصہؓ کے نکاح میں ایک تو یہ خاص مصلحت تھی کہ وہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں جو گویا حضرت ابوبکرؓ کے بعد تمام صحابہ میں افضل ترین سمجھے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین خاص میں سے تھے۔ پس آپس کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے اور حضرت عمرؓ اور حفصہ کے اس صدمہ کی تلافی کرنے کے واسطے جو خُنَیس بن حُذَافہؓ کی بے وقت موت سے ان کو پہنچا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ حفصہ سے خود شادی فرمالیں اور دوسری عام مصلحت یہ مدنظر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی زیادہ بیویاں ہوں گی اتنا ہی عورتوں میں جو بنی نوع انسان کا نصف حصہ بلکہ بعض جہات سے نصف بہتر حصہ ہیں دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا کام زیادہ وسیع پیمانے پر اور زیادہ آسانی سے اور زیادہ خوبی کے ساتھ ہو سکے گا۔’’

(سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، صفحہ 477-478)

حضرت عمرؓ کے حوالے سے غزوۂ احد کے بارے میں لکھا ہے۔ غزوۂ احد کے موقع پر جب خالد بن ولید نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو مسلمان اس اچانک حملے سے سنبھل نہ سکے۔ اس کی تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھی ہے کہ قریش کے لشکر نے قریباً چاروں طرف گھیرا ڈال رکھا تھا اور اپنے پے در پے حملوں سے ہر آن دباتا چلا آتا تھا۔ اس پر بھی مسلمان شاید تھوڑی دیر بعد سنبھل جاتے مگر غضب یہ ہوا کہ قریش کے ایک بہادر سپاہی عبداللہ بن قمئہ نے مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیرؓ پر حملہ کیا جنہوں نے جھنڈا اٹھایا ہوا تھا اور اپنی تلوار کے وار سے ان کا دایاں بازو کاٹ گرایا۔ مصعبؓ نے فوراً دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا اور ابن قمئہ کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھے مگر اس نے دوسرے وار میں ان کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا۔ اس پر مصعبؓ نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کر گرتے ہوئے اسلامی جھنڈے کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اسے چھاتی سے چمٹا لیا جس پر ابن قمئہ نے ان پر تیسرا وار کیا اور اب کی دفعہ مصعب شہید ہو کر گر گئے۔ جھنڈا تو کسی دوسرے مسلمان نے فوراً آگے بڑھ کر تھام لیا مگر چونکہ مصعبؓ کا ڈیل ڈول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا ابن قمئہ نے سمجھا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مار لیا ہے۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی طرف سے یہ تجویز محض شرارت اور دھوکا دہی کے خیال سے ہو۔ بہر حال اس نے مصعبؓ کے شہید ہو کر گرنے پر شور مچا دیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مار لیا ہے۔ اس خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے اور ان کی جمعیت بالکل منتشر ہوگئی۔ بہت سے صحابیؓ سراسیمہ ہو کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اس وقت مسلمان تین حصوں میں منقسم تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر میدان سے بھاگ گیا تھا مگر یہ گروہ سب سے تھوڑا تھا۔ لیکن جیسا کہ قرآن شریف میں ذکر آتا ہے اس وقت کے خاص حالات اور ان لوگوں کے دلی ایمان اور اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ دوسرا گروہ جو تھا اس گروہ میں وہ لوگ تھے جو بھاگے تو نہیں تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر یا تو ہمت ہار بیٹھے تھے اور یا اب لڑنے کو بیکار سمجھتے تھے اور اس لیے میدان سے ایک طرف ہٹ کر سرنگوں ہو کر بیٹھ گئے تھے اور تیسرا گروہ وہ تھا جو برابر لڑ رہا تھا۔ ان میں سے کچھ تو وہ لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع تھے اور بے نظیر جان نثاری کے جوہر دکھا رہے تھے اور اکثر وہ تھے جو میدان جنگ میں منتشر طور پر لڑ رہے تھے۔ ان لوگوں اور نیز گروہِ ثانی کے لوگوں کو جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ موجود ہونے کا پتہ لگتا جاتا تھا یہ لوگ دیوانوں کی طرح لڑتے بھڑتے آپؐ کے اردگرد جمع ہوتے جاتے تھے۔

بہر حال اس وقت نہایت خطرناک لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے واسطے ایک سخت ابتلا اور امتحان کا وقت تھا اور جیسا بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر بہت سے صحابہ ہمت ہار چکے تھے اور ہتھیار پھینک کر میدان سے ایک طرف ہو گئے تھے۔ انہی میں حضرت عمرؓ بھی تھے جو مایوس ہو کے ایک طرف ہو کے بیٹھ گئے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ اسی طرح میدان جنگ کے ایک طرف بیٹھے تھے کہ اوپر سے ایک صحابی اَنَس بن نَضَر انصاریؓ آ گئے اور ان کو دیکھ کر کہنے لگے کہ تم لوگ یہاں کیا کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت پائی۔ اب لڑنے سے کیا حاصل ہے؟ انس نے کہا کہ یہی لڑنے کا وقت ہے تا جو موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پائی وہ ہمیں بھی نصیب ہو اور پھر آپؐ کے بعد زندگی کا بھی کیا لطف ہے! اور پھر ان کے سامنے سعد بن معاذؓ آئے تو انہوں نے یعنی حضرت انسؓ نے کہا کہ سعدؓ مجھے تو پہاڑی سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ یہ کہہ کر انسؓ دشمن کی صف میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے اور جنگ کے بعد دیکھا گیا تو ان کے بدن پر اسّی سے زیادہ زخم تھے اور کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ یہ کس کی لاش ہے۔ آخر ان کی بہن نے ان کی انگلی دیکھ کر شناخت کیا۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 493 تا 495)

احد کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے ہی تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا۔ ان میں خالد بن ولید بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ إِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لَھُمْ أَنْ یَّعْلُوْنَا اے اللہ! یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اس پر حضرت عمر بن خطابؓ نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

(سیرۃ ابن ہشام صفحہ 537 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس درہ کی طرف بڑھا جہاں مسلمان جمع تھے اور اس کے قریب کھڑے ہو کر پکار کر بولا کہ مسلمانو! کیا تم میں محمدؐ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کوئی جواب نہ دے۔ چنانچہ سب صحابہ خاموش رہے۔ پھر اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ کا پوچھا مگر اس پر بھی آپ کے ارشاد کے ماتحت کسی نے جواب نہ دیا۔ جس پر اس نے بلند آواز سے فخر کے لہجہ میں کہا کہ یہ سب لوگ مارے گئے ہیں کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس وقت حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور وہ بے اختیار ہو کر بولے۔ اے عَدُوَّ اللّٰہِ! تو جھوٹ کہتا ہے۔ ہم سب زندہ ہیں اور خدا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں ذلیل کرے گا۔ ابوسفیان نے حضرت عمرؓ کی آواز پہچان کر کہا کہ عمر سچ سچ بتاؤ کیا محمد زندہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہاں ہاں خدا کے فضل سے وہ زندہ ہیں اور تمہاری یہ باتیں سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کسی قدر دھیمی آواز میں کہا۔ تو پھر ابنِ قَمِئَہ نے جھوٹ کہا ہے کیونکہ مَیں تمہیں اس سے زیادہ سچا سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا۔ اُعْلُ ھُبَلْ یعنی اے ہبل تیری شان بلند ہو۔ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا خیال کر کے خاموش رہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے نام پر تو خاموش رہنے کا حکم دیتے تھے اب خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں بت کا نام آنے پر بے تاب ہو گئے اور فرمایا کہ تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلّ یعنی بلندی اور بزرگی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ۔ ہمارے ساتھ عزیٰ ہے اور تمہارے ساتھ عزیٰ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہو اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔ عزیٰ کیا چیز ہے۔ ہمارے ساتھ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارے ساتھ کوئی مددگار نہیں۔ اسکے بعد ابوسفیان نے کہا کہ لڑائی ایک ڈول کی طرح ہوتی ہے جو کبھی چڑھتا اور کبھی گرتا ہے۔ پس یہ دن بدر کے دن کا بدلہ سمجھو اور تم میدان جنگ میں ایسی لاشیں پاؤ گے جن کے ساتھ مُثلہ کیا گیا ہے۔ مَیں نے اس کا حکم نہیں دیا مگر جب مجھے اس کا علم ہوا تو مجھے اپنے آدمیوں کا یہ فعل کچھ بُرا بھی نہیں لگا۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان آئندہ سال انہی ایام میں بدر کے مقام میں پھر جنگ کا وعدہ رہا۔ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے ماتحت جواب دیا کہ بہت اچھا یہ وعدہ رہا۔ بہر حال یہ کہہ کر ابوسفیان اپنے ساتھیوں کو لے کر نیچے اتر گیا اور پھر قریش کا لشکر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، صفحہ 498-499)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے بعد مدینہ پہنچے تو منافقین اور یہود خوشیاں منانے لگے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہت کے طلبگار ہیں اور آج تک کسی نبی نے اتنا نقصان نہیں اٹھایا جتنا انہوں نے اٹھایا۔ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے اصحاب بھی زخمی ہوئے۔ اور کہتے تھے کہ اگر تمہارے وہ لوگ جو قتل ہوئے ہمارے ساتھ رہتے تو کبھی قتل نہ ہوتے۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان منافقین کے قتل کی اجازت چاہی جو اس طرح یہ باتیں کر رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ اس شہادت کا اظہار نہیں کرتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ کلمہ تو پڑھتے ہیں ناں یہ لوگ۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ یہ تو کہتے ہیں لیکن ساتھ منافقانہ باتیں بھی کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا لیکن یہ تلوار کے خوف سے اس طرح کہتے ہیں۔ پس ان کا معاملہ ظاہر ہو گیا ہے۔ اب جب ان کے دل کی باتیں نکل گئی ہیں اور اللہ نے ان کے کینوں کو ظاہر کر دیا ہے تو پھر ان سے انتقام لینا چاہیے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے یعنی صدقِ دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ ردّ نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

ان کو سزا دینی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اُس کے قتل سے منع کیا گیا ہے جو اس شہادت کا اظہار کرے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر مغازیہ غزوہ احد، جلد2، صفحہ 348، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2002)

جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا مجھے ایسے شخص کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ چلے گا۔ کچھ مرحومین کا اب مَیں نے ذکر کرنا ہے۔ اس لیے یہاں ختم کرتا ہوں۔

لیکن اس سے پہلے مَیں دعا کیلئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ ہفتہ بھی میں نے کہا تھا۔ مظلوم فلسطینیوں کیلئے دعا کریں۔ گوکہ جنگ بندی ہوگئی ہے لیکن تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد کہیں نہ کہیں سے، کسی نہ کسی طریقے سے، کسی نہ کسی بہانے سے دشمن ان فلسطینیوں کو ظلم کا نشانہ بناتے رہتے ہیں اور کوئی نہ کوئی وجہ بنتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور فلسطینیوں کیلئے بھی حقیقی آزادی میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے لیڈر بھی عطا فرمائے جن میں عقل اور فراست بھی ہو اور مضبوطی بھی ہو، جو اپنی بات کو کہنے اور اپنے حق لینے والے بھی ہوں۔ اسی طرح احمدیوں کیلئے جو خاص طور پر پاکستان میں ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں ان کیلئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی حفاظت میں رکھے۔

جنازوں میں سے آج جن کا پہلا ذکر ہے وہ قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ناظر اشاعت قادیان تھے جو 27/اپریل کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ان کی والدہ کے دادا اور والد کے نانا حضرت منشی مہر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جن کے ذریعہ سے ان کے خاندان میں احمدیت آئی اور ان کا نام منارۃ المسیح کے چندہ دہندگان میں بھی درج ہے۔

جامعہ سے فراغت کے بعد قریشی صاحب نے تئیس سال پانچ ماہ جامعہ احمدیہ میں تدریس کا کام کیا اور قرآن مجید، اردو، کلام، صرف ونحو اور ادب عربی وغیرہ کے مضامین پڑھائے اور کل عرصۂ خدمت ان کا سینتیس سال سات ماہ بنتا ہے۔ اللہ کے فضل سے مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔

ان کے بارے میں ناظر اشاعت مخدوم صاحب لکھتے ہیں کہ جامعہ میں جب تھے بہت شفیق استاد تھے۔ طلبہ کے ساتھ بہت محبت اور دوستی کا سلوک تھا اور دوستانہ تھا اور نہایت ایمانداری سے اور وقف کی روح کے ساتھ کام کیا۔ ہمیشہ وقت کی پابندی کی۔ طلبہ سے بھی وقت کی پابندی کرواتے تھے۔ ہندوستان کے اکثر مبلغین ان کے شاگرد ہیں اور ان سے انہوں نے فیض پایا۔ اور طبیعت میں ان کی بہت سادگی تھی۔ کلام میں اختصار تھا، زیادہ باتیں نہیں کرتے تھے لیکن ان کی بات بڑی علمی اور ٹھوس ہوتی تھی۔ نائب صدر خدام الاحمدیہ بھارت کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ چونتیس سال کا طویل عرصہ آپ نے بطور نائب ایڈیٹر اخبار بدر خدمت کی توفیق پائی۔ ایڈیٹر مشکوٰۃ بھی رہے۔ تاریخ احمدیت بھارت کی کمیٹی کے بھی ممبر تھے۔ روحانی خزائن کا جو کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن چھپا تھا اس میں انہوں نے پروف ریڈنگ کی بعض غلطیاں نکالیں۔ اسکے بعد پھر ان کے کہنے پر ان کی درستیاں کی گئیں۔ بڑی باریک بینی سے ہر چیز دیکھا کرتے تھے۔ پروف ریڈنگ کرتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب جو علیحدہ علیحدہ شائع ہوئی ہیں ان کی مکمل پروف ریڈنگ کی خصوصاً براہین احمدیہ اور آریہ دھرم اور ست بچن وغیرہ۔ اور ان کتب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانب سے دیے گئے جو حوالہ جات تھے ان کے اصل ماخذ اور گرنتھوں اور ویدوں سے نہایت باریکی سے چیک کرتے ہوئے ایک ایک لفظ کے تلفظ اور ترجمہ میں جو فرق نظر آتا تھا اس کی نشاندہی کرتے تھے۔ ان کی خاصیت تھی ہر معاملے میں اپنی تحقیق کو کمال تک پہنچاتے۔ انہوں نے آریہ دھرم اور ست بچن کے حوالہ جات کی تلاش اور جائزہ اور چیکنگ بڑی محنت سے کی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب کو ہندوؤں اور سکھوں کیلئے بطور سند پیش کیا گیا ہے اور کتب ان دونوں مذاہب کے مقابل پر بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ اس لیے بڑی باریکی سے ان کو چیک کرنا ہوگا اور حوالے درست کرنے ہوں گے۔

قرآن کریم جو شائع ہوا ہے اب ہماری طرف سے ''خط منظور'' میں اس کے سافٹ ویئر کی تیاری میں بھی ان کی بہت خدمات ہیں۔ یہ بمبئی کی کمپنی سے بنوایا گیا تھا اور اس میں انہوں نے بہت کام کیا ہے۔ دن رات انہوں نے اس کی اصلاح اور اس کی درستگی اور صحت کیلئے کام کیا۔ ''خط منظور'' میں سادہ قرآن کریم تو شائع ہو گیا ہے۔ اسی طرح اب قرآن مجید انگریزی ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحب والا جو تھا اس کو تیار کرنے میں یہ مصروف تھے۔ وہ بھی تقریباً تیار ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی شائع ہو جائے گا۔ اس میں ان کا بہت کام ہے۔ اسی طرح ترجمہ حضرت میر اسحٰق صاحب والا جو ہے اس کے بھی کچھ سیپارے انہوں نے کر لیے تھے۔ قرآن کریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور — ایسا چمکا ہے کہ صد نَیّرِ بیضا نکلا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

کے کام میں، اشاعت میں بھی بڑی محنت سے انہوں نے کام کیا ہے خاص طور پر خطِ منظور کی اشاعت میں۔

ان کے ناظر صاحب اشاعت لکھتے ہیں کہ خاکسار کے استاد بھی تھے اور ماموں خسر بھی تھے اس کے باوجود نائب ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ اطاعت کا جذبہ اور بڑی عاجزی اور انکساری سے بات کرتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ مَیں تمہارا استاد ہوں یا رشتہ میں تمہارے سے بڑا ہوں۔ ان کے طلبہ میں سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کلاس میں بتایا کہ انہوں نے دوران طالب علمی کبھی جامعہ سے رخصت نہیں لی اور اس کے بعد تدریس کے دوران بھی جب جامعہ میں پڑھاتے تھے کبھی رخصت نہیں لی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جو ذکر ہے وہ ہے سید بشیر الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ۔ یہ بھی قادیان کے ہیں۔ تراسی سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ سید سعید الدین صاحب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ نہایت عبادت گزار، تہجد گزار، دعا گو، سادہ مزاج آدمی تھے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے چھوڑے ہیں اور تینوں بیٹے انجمن کے دفاتر میں کام کر رہے ہیں۔

اگلا ذکر بشارت احمد صاحب حیدر واقف زندگی قادیان ابن فیض احمد صاحب شحنہ کا ہے۔ ان کی گذشتہ دنوں اکہتر سال کی عمر میں وفات ہوگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ یہ مرحوم حضرت عبدالکریم صاحب کے پوتے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان سگ گزیدہ تھے۔ جو حضرت عبدالکریم صاحبؓ کا ہلکائے کتے کے کاٹنے کا معاملہ تھا یہ ان کے پوتے تھے اور یہ زندگی وقف کر کے کرناٹک سے قادیان آئے اور پھر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف دفاتر میں کام کیا اور پھر انچارج شعبہ رشتہ ناطہ مقرر ہوئے۔ وہاں خدمات سرانجام دیں اور چھیالیس سال تک سلسلہ کی خدمت کی۔ وسائل کم ہونے کے باوجود بڑی سفید پوشی سے اور سادگی سے گزارا کیا۔ بڑی سادہ زندگی تھی۔ بڑے بااخلاق اور بامروت انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں ہیں جن کو انہوں نے تعلیم بھی اچھی دلوائی اور پھر واقفین زندگی سے ان سب کی شادیاں کیں۔

اگلا ذکر مکرم محترم ڈاکٹر محمد علی خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع پشاور کا ہے۔ 67 سال کی عمر میں گذشتہ ماہ ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ انہوں نے خود بیعت کی تھی۔ جب یہ وہاں ایف ایس سی کے طالبعلم تھے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے تایا کی دکان تھی وہاں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص آیا جو بڑا معزز تھا اور جب چلا گیا تو تایا نے ان کو کہا تم جانتے ہو یہ قادیانی تھا اور قادیانی بہت اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ میرا جماعت سے پہلا تعارف تھا۔ پھر میڈیکل کالج میں ایک ان کے کلاس فیلو تھے جو احمدی تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں ان سے پوچھا کہ کیا نظریہ ہے؟ زندہ مانتے ہو یا فوت شدہ؟ تو ڈاکٹر محمد علی صاحب نے کہا کہ میں تو ان کو فوت شدہ مانتا ہوں۔ اس پر اس احمدی طالبعلم کو خیال ہوا کہ پھر ان کو تبلیغ کرنی چاہیے۔ بہرحال پھر مشن ہاؤس لے گئے وہاں انہوں نے جماعت کا تعارف کروایا۔ وہاں بشارت بشیر سندھی صاحب مربی تھے اور ان کو پتلون قمیص میں دیکھا تو متاثر ہوئے کہ مولوی بھی ہیں اور بڑے ماڈرن مولوی ہیں۔ بہرحال بشارت بشیر صاحب نے ان کو دعوۃ الامیر پڑھنے کیلئے دی اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسی دن پڑھی تو ختم کرتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ احمدیت سچی ہے۔ 1973ء میں انہوں نے بیعت کی اور 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کی بیعت منظور فرمائی۔ 1974ء میں جب وہ احمدی ہو گئے تو اس میں فسادات بھی شروع ہو گئے اور مجمع کی صورت میں اپنے کالج سے لڑکوں نے ان کو پکڑ کے کہا کہ احمدیت سے انکار کرو۔ (پتہ لگ گیا کہ احمدی ہے) تمہیں شہید کر دیں گے یا قتل کر دیں گے۔ بہرحال کالج کی انتظامیہ کچھ نہیں کر سکی۔ اس وقت یونیورسٹی کے چانسلر باچا خان کے بیٹے علی خان تھے۔ وہ وہاں آئے اور ان کو ان لوگوں سے چھڑوا کر اپنے ساتھ اپنی سواری میں لے گئے اور شہر سے باہر جا کے ان کو چھوڑ دیا۔ یہ کہتے ہیں وہاں سے مَیں پیدل، ننگے پاؤں اپنے گاؤں پہنچا اور باپ نے کہا کہ تم اپنے آپ کو بھی تکلیف میں ڈال رہے ہو اور ہمیں بھی بدنام کر رہے ہو۔ کیوں نہیں احمدیت چھوڑ دیتے۔ انہوں نے کہا میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ بہرحال کہتے ہیں میرا والد صاحب سے بھی مباحثہ جاری رہا اور حالات کی خرابی کی وجہ سے تعلیم بھی جاری نہیں رکھ سکا۔ بڑے برے حالات تھے لیکن احمدیت پہ قائم رہا۔ ایک دن ان کے والد صاحب نے کہا کہ دیکھو اس مسئلہ کو ختم کرو۔ چھوڑو احمدیت۔ تو انہوں نے کہا کہ اس کو ختم کرنے کا میرا ایک ہی حل ہے کہ جب آپ میرا کھانا بھجواتے ہیں تو اس میں زہر ملا دیں تاکہ میں مر جاؤں اور آپ کا مسئلہ حل ہو جائے۔ والد کو انہوں نے کہا کیونکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کو نہیں چھوڑ سکتا اور اس کے بعد آپ کے والد صاحب نے پھر کبھی آپ کو نہیں کہا کہ احمدیت چھوڑ دو۔ ان کے والد صاحب کی وفات ہوئی ہے تو آپ ان کی وفات پر گئے مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ لوگوں نے کہا کہ قبائلی روایات کے بڑا خلاف ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے — تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت — بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

اور بڑی نفرت کا اظہار کیا۔ کیسا بیٹا ہے باپ کا جنازہ نہیں پڑھا تو انہوں نے کہا کہ میرے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیادہ اہمیت رکھتے ہیں باقی سب بعد میں۔ اسی طرح ان کی والدہ نے ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ انہوں نے کہا تم میرے بیٹے نہیں ہو اور ہر چیز سے، جائیداد وغیرہ سے ان کو عاق کر دیا تو اس کے بعد پھر اپنے گاؤں نہیں گئے لیکن والدہ کی مدد کرتے رہے۔ اور اپنے تایا کے گھر جایا کرتے تھے۔ وہاں سے والدہ کا خیال رکھتے رہے۔ ان کی مالی امداد بھی کرتے رہے۔ وہ خود بھی جب فوت ہوئی ہیں تو ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ایک چھوٹے بھائی کو بھی احمدی کر لیا تھا۔ انہوں نے بھی جنازہ نہیں پڑھا۔ اور اس پر پھر لوگوں نے اعتراض کیا کہ کیسے بیٹے ہیں۔ پرانہوں نے یہی کہا کہ جہاں تک جماعت کی غیرت کا سوال ہے یہ لوگ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے رہے اس لیے ہم جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔ انہوں نے غیر معمولی غیرت دکھائی۔ ستائیس سال انہوں نے فوج میں خدمت کی۔ لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ڈاکٹر تھے۔ ریٹائرمنٹ پر ان کو صدارتی تمغہ امتیاز ملٹری بھی ملا۔ اسکے بعد یہ نصیر ٹیچنگ ہاسپٹل پشاور میں اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر کام کرتے رہے اور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ شعبہ سائیکالوجی بھی رہے۔ بتیس سال کی عمر میں ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سرحد اور ضلع پشاور اور پشاور جماعت کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ 1985ء میں ان کو وقف جدید کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں تعینات کر دیا۔ تاحیات اسی پوزیشن میں رہے، وقف جدید کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبر رہے۔ اسی طرح فضل عمر فاؤنڈیشن اور طاہر فاؤنڈیشن اور سٹینڈنگ شوریٰ کے بھی ممبر تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی کرنل ایوب صاحب ہیں جن کا میں نے ذکر کیا انہوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ اور شمس الدین خان صاحب امیر صوبہ سرحد کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹا جو ہے وقف نو میں ہے اور آج کل ہیومینٹی فرسٹ کے زیر انتظام تنزانیہ میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد علی خان صاحب سچائی، دیانتداری، بےنفسی اور کھرے پن میں اپنا ایک خاص انفرادی مقام رکھتے تھے۔ کبھی بھی دولت، اخراجات، دنیاوی اموال یا کسی چیز کا ذکر نہ کرتے۔ ان کے ہر بچے نے یہی بات لکھی ہے۔ اور ہمیشہ نہایت ہی مطمئن اور خوش زندگی گزاری۔ انہوں نے پشاور کے ہر قسم کے نہایت مشکل حالات میں نہایت پیار اور خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت پر بھروسا کرتے ہوئے پشاور جماعت کی قیادت کی۔ پشاور کے لوگ ان کی وفات پر بہت دکھی ہیں۔ خلافت سے بے انتہا تعلق تھا اور ان کی اطاعت بھی مثالی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی محبت کا تعلق تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہنے والے بےشمار خوبیوں کے مالک تھے۔

اگلا ذکر مکرم محمد رفیع خان شہزادہ صاحب ربوہ کا ہے جو 30/مارچ کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ان کی عمر بیاسی سال تھی۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت غلام رسول صاحب افغانؓ اور عائشہ پٹھانی صاحبہ کے نواسے اور حضرت عبدالستار خان صاحبؓ المعروف بزرگ صاحب کے پڑنواسے تھے۔ عبادت گزار اور جوانی سے ہی تہجد گزار تھے۔ دین کی غیرت رکھنے والے تھے اور بڑا جوش رکھتے تھے۔ بڑی پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے۔ آخری بیماری میں ہسپتال میں سانس کی تکلیف کے باوجود قرآن شریف اونچی آواز میں پڑھتے رہتے تھے۔ یہ ابوظبی میں ایئرفورس میں جب بھرتی ہو گئے تو کچھ عرصہ بعد پھر ابوظبی چلے گئے۔ وہاں ایئرفورس کی اسمبلی میں کسی مولوی نے کہا کہ قادیانی واجب القتل ہیں تو انہوں نے بڑی جرأت سے کھڑے ہو کر کہا کہ میں احمدی ہوں مجھے قتل کرو لیکن بہرحال پھر وہاں سے انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور پاکستان آ گئے۔ یہاں آ کے اپنا میڈیکل سٹور کھولا اور اس دوران میں دارالرحمت شرقی (راجیکی) کے صدر محلہ بھی رہے۔ اسی طرح ایم ٹی اے کے پروگرام پشتو مذاکرہ کی کم و بیش پچاس قسطوں میں شرکت کی۔ محلے کے ہر شخص کے ساتھ ان کا نہایت شفقت بھرا اور پدرانہ سلوک تھا۔ لوگوں کی خاموش مالی مدد کیا کرتے تھے۔ موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

اگلا ذکر ایاز یونس صاحب آسٹریلیا کا ہے۔ ان کی چوبیس مارچ کو آسٹریلیا کی اسٹیٹ نیوساؤتھ ویلز میں سیلابی پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ بڑے خدمت کرنے والے خادم تھے۔ انہوں نے صدر صاحب کو کہا کہ آپ کو کسی کام کی بھی ضرورت ہو تو مجھے جب بھی حکم کریں گے میں حاضر ہوں گا۔ ہمیشہ ہر وقت خدمت کیلئے حاضر رہنے والے تھے اور ہر ایک کو کہا ہوا تھا کہ میرے گھر کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جب بھی ضرورت ہو مدد کی، آ جاؤ۔ ہر ایک کی بڑھ چڑھ کر مدد کرنے والے تھے۔ نوجوان تھے ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ بہرحال ان کی وفات پہ حکومت نے والدین کو پاکستان سے آنے کیلئے ویزا بھی دیا اور حکومتی نمائندوں کی موجودگی میں ان کی تدفین ہوئی۔

اگلا ذکر میاں طاہر احمد صاحب ابن میاں قربان حسین صاحب کا ہے جو وکالت مال ثالث ربوہ کے سابق کارکن تھے اور ادریس احمد صاحب کے والد تھے جو ہمارے اسلام آباد میں یہاں کے پراجیکٹ کے انجنیئر ہیں۔ 67 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مقامی جماعت میں سیکرٹری تربیت تھے۔ نائب صدر اور زعیم انصار اللہ کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ تہجد گزار اور نوافل کی ادائیگی کرنے والے، قرآن مجید کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے تھے۔ موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے چھوڑے ہیں۔

اگلا ذکر رفیق آفتاب صاحب (یوکے) کا ہے جو فاروق آفتاب صاحب کے والد تھے۔ ان کی بھی گذشتہ مہینہ اپریل میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ عاجز، شریف النفس، ہر ایک کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والے، خوش مزاج اور قابل احترام۔ خوش مزاج تھے۔ لوگوں کا احترام کرنے والے، مہمان نواز اور بہت سارے لوگوں نے ہمیں فون کر کے یہی بتایا ہے اور ان خوبیوں کی گواہی دی ہے۔ بہت مخلص اور فدائی تھے۔ بچوں کو بھی خلافت کے قریب رہنے کی طرف ہمیشہ توجہ دلائی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ بچے جماعت کی خدمت بھی کر رہے ہیں۔

اگلا ذکر محترمہ زرینہ اختر صاحبہ اہلیہ مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح جامعہ احمدیہ یوکے کے استاد کا ہے جو گذشتہ مہینہ وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ یہ بھی صحابہ کی اولاد میں سے تھیں اور بڑی صابر شاکر، اپنے والدین اور ساس اور سسر سب کی خدمت کا انہوں نے حق ادا کیا۔ واقف زندگی خاوند کے ساتھ وفا اور قناعت سے گزارہ کیا۔ گھانا میں رہیں تو بڑے بُرے معاشی حالات کے باوجود بڑے صبر اور شکر سے انہوں نے بچوں کے ساتھ گزارہ کیا۔ کبھی منہ پہ شکوہ نہیں لائیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کے ایک بیٹے مرزا توقیر احمد واقف زندگی ہیں۔ ایم ٹی اے میں کام کر رہے ہیں۔

اگلا جنازہ حافظ محمد اکرم صاحب کا ہے جو اسی مہینے طاہر ہارٹ میں اسّی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ان کے خاندان میں احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ذریعہ سے آئی تھی اور اس کے بعد ان کے دادا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تحریری بیعت کی تھی۔ دستی بیعت تو نہیں ہوئی لیکن تحریری بیعت کی تھی۔ ان کے ایک نواسے عبدالخبیر رضوان یہاں دفتر پی ایس یوکے میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ انہوں نے بھی جماعت کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا اور تصدیق کیلئے جب محمد احمد صاحب مظہر جو ضلع فیصل آباد کے سابق امیر تھے ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا آپ نے دین کی خدمت کرنی ہے۔ آپ یہاں میرے پاس دین کی خدمت کریں اور وہاں پھر فیصل آباد جماعت میں بحیثیت کارکن آپ نے ساری عمر گزاری اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ اپنے آپ کو وقف سمجھا۔ موصی تھے۔ اپنا حصہ جائیداد بھی اپنی زندگی میں ادا کر دیا۔ بڑے تہجد گزار اور بلا ناغہ تہجد ادا کرنے والے۔ فیصل آباد میں بہت سے بچوں کو انہوں نے قرآن کریم پڑھانے اور حفظ کرانے کی توفیق پائی۔ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی قرآن شریف حفظ کروایا۔

اگلا ذکر محترم چودھری نور احمد ناصر صاحب کا ہے جو گزشتہ دنوں بیاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ یہ چودھری محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ ان کے دو بیٹے اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقف زندگی ہیں۔ ایک تو منصور احمد ناصر ہیں جو ہمارے لائبیریا کے سکول میں پرنسپل ہیں اور دوسرے مسرور احمد مظفر گھانا میں بطور مبلغ خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں اور یہ دونوں بیٹے میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کے جنازہ میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

اگلا جنازہ مکرم محمود احمد منہاس صاحب ابن حکیم عبید اللہ منہاس صاحب کا ہے جو پچھتر سال کی عمر میں گذشتہ ماہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ان کے ایک بیٹے راشد محمود منہاس مبلغ ہیں وہ کہتے ہیں مرحوم ایک درویش صفت انسان تھے۔ بےشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے والے، خلافت کے شیدائی، غریبوں اور بیکسوں کی مدد کرنے کیلئے ہر وقت تیار تھے۔ ان کے یہ بیٹے بھی گھانا میں میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شامل نہیں ہوئے۔ اسی طرح ایک دوسرے بیٹے ملائیشیا میں ہونے کی وجہ سے شامل نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین کی اولادوں کو، ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان سب کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ جمعہ کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کروں گا۔ ان شاء اللہ۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا غضب میں دھیما ہے، توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے،
جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی، اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 269)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 340)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

رسول کریم ﷺ کا بنی نوع انسان سے معاملہ

بیویوں کے حق میں آپ کا معاملہ نہایت ہی مشفقانہ اور عادلانہ تھا۔ بعض دفعہ آپ کی بیویاں آپ سے سختی بھی کر لیتی تھیں مگر آپ خاموشی سے بات کو ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ ایک دن آپ نے حضرت عائشہؓ سے کہا اے عائشہ! جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو مجھے پتہ لگ جاتا ہے کہ تم مجھ سے خفا ہو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا آپ کو کس طرح پتہ لگ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کوئی قسم کھانے کا معاملہ آ جائے تو تم ہمیشہ یوں کہتی ہو ’’محمد کے ربّ کی قسم! بات یوں ہے‘‘ اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو اور تمہیں قسم کھانے کی ضرورت پیش آ جائے تو تم کہا کرتی ہو ’’ابراہیم کے ربّ کی قسم! بات یوں ہے۔‘‘ حضرت عائشہؓ یہ بات سن کو ہنس پڑیں اور آپکی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ آپ بات کو ٹھیک سمجھے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ جو آپ کی بڑی بیوی تھیں اور جنہوں نے آپ کیلئے بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں اُن کی وفات کے بعد آپ کی شادی میں جوان بیویاں آئیں لیکن اسکے باوجود آپ نے حضرت خدیجہؓ کے تعلق کو نہ بھلایا۔

حضرت خدیجہؓ کی سہیلیاں جب بھی آتیں آپ اُن کے استقبال کیلئے کھڑے ہو جاتے۔ حضرت خدیجہؓ کی بنی ہوئی کوئی چیز اگر آپ کے سامنے آ جاتی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ بدر کی جنگ میں جب آپ کے ایک داماد بھی قید ہو کر آئے تو آزادی کا فدیہ ادا کرنے کیلئے کوئی مال اُن کے پاس نہیں تھا۔ اُن کی بیوی یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے جب دیکھا کہ میرے خاوند کے بچانے کیلئے اور کوئی مال نہیں تو اپنی والدہ کی آخری یادگار ایک ہار اُن کے پاس تھا وہ اُنہوں نے اپنے خاوند کے فدیہ کے طور پر مدینہ بھجوا دیا۔ جب وہ ہار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اُسے پہچان لیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے صحابہؓ سے فرمایا مَیں آپ لوگوں کو حکم تو نہیں دیتا کیونکہ مجھے ایسا حکم دینے کا کوئی حق نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ ہار زینب کے پاس اُسکی ماں کی آخری یادگار ہے اگر آپ خوشی سے ایسا کر سکتے ہوں تو میں سفارش کرتا ہوں کہ بیٹی اُسکی ماں کی آخری یادگار سے محروم نہ کی جائے۔ صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! ہمارے لئے اِس سے زیادہ خوشی کا کیا موجب ہو سکتا ہے اور اُنہوں نے وہ ہار حضرت زینبؓ کو واپس کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ کی قربانی کا آپ کی طبیعت پر اتنا اثر تھا کہ آپ دوسری بیویوں کے سامنے اکثر اُن کی نیکی کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ ایک دن اسی طرح آپ حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت خدیجہؓ کی کوئی نیکی بیان کر رہے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے چڑ کر کہا۔ یَا رَسُوْلَ اللہ! اب اُس بڑھیا کا ذکر جانے بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سے بہتر جوان اور خوبصورت عورتیں آپ کو دی ہیں۔ یہ بات سن کر رسول کریم ﷺ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ نے فرمایا: عائشہ! تمہیں معلوم نہیں خدیجہ نے میری کس قدر خدمت کی ہے۔

اخلاقِ فاضلہ

آپ کی طبیعت نہایت ہی سادہ تھی کسی دُکھ پر گھبراتے نہیں تھے اور کبھی کسی خواہش سے حد سے زیادہ متأثر نہیں ہوتے تھے۔ سوانح میں بتایا جا چکا ہے کہ آپکی پیدائش سے پہلے آپ کے والد اور بچپن میں ہی آپ کی والدہ فوت ہو گئی تھیں۔ ابتدائی آٹھ سال آپ نے اپنے دادا کی نگرانی میں گزارے۔ اسکے بعد آپ نے اپنے چچا ابوطالب کی ولایت میں پرورش پائی۔ چچا کا خونی رشتہ بھی تھا اور اُن کے والد نے مرتے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خاص طور پر وصیت بھی فرمائی تھی اس لئے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر محبت بھی رکھتے تھے اور آپ کا خیال بھی رکھتے تھے لیکن چچی میں نہ وہ شفقت کا مادہ تھا نہ خاندانی ذمہ داریوں کا احساس۔ جب گھر میں کوئی چیز آتی تو بسا اوقات وہ اپنے بچوں کو پہلے دیتیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ رکھتیں۔ ابوطالب گھر میں آتے تو بجائے اِسکے کہ اپنے چھوٹے بھتیجے کو روتا ہوا یا گلہ کرتا ہوا پاتے وہ دیکھتے کہ اُن کے بچے تو کوئی چیز کھا رہے ہیں لیکن اُن کا چھوٹا سا بھتیجا کوہِ وقار بنا ایک طرف بیٹھا ہے۔ چچا کی محبت اور خاندانی ذمہ داریاں اُن کے سامنے آ جاتیں وہ دَوڑ کر اپنے بھتیجے کو بغل میں لے لیتے اور کہتے میرے بچے کا بھی تو خیال کرو، میرے بچے کا بھی تو خیال کرو۔ ایسا اکثر ہوتا رہتا تھا۔ مگر دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی شکوہ کیا نہ آپ کے چہرہ پر کبھی ملال ظاہر ہوا نہ کبھی اپنے چچیرے بھائیوں سے رقابت پیدا ہوئی۔

چنانچہ آپ کی زندگی بتاتی ہے کہ کس طرح آپ نے بعد کے بدلے ہوئے حالات میں حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کو اپنی تربیت میں لے لیا اور ہر طرح سے ان کی بہتری کی تدابیر کیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دُنیوی لحاظ سے نہایت ہی تلخ طور پر گزری ہے۔ پیدائش سے پہلے ہی اپنے والد کی وفات پھر والدہ اور دادا کی یکے بعد دیگرے وفات، پھر شادی ہوئی تو آپ کے بچے متواتر فوت ہوتے چلے گئے اسکے بعد پے در پے آپ کی کئی بیویاں فوت ہوئیں جن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی باوفا اور خدمت گزار بیوی بھی تھیں۔ مگر آپ نے یہ سب مصائب خوشی سے برداشت کئے اور ان غموں نے نہ آپ کی کمر توڑی نہ آپ کی خوش مزاجی پر کوئی اثر ڈالا۔ دل کے زخم کبھی آنکھوں سے نہیں رِسے۔ چہرہ ہر ایک کیلئے بشاش ہی رہا اور شاذ و نادر ہی کسی موقع پر آپ نے اس درد کا اظہار کیا۔

ایک دفعہ ایک عورت جس کا لڑکا فوت ہو گیا تھا اپنے لڑکے کی قبر پر ماتم کر رہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپ نے فرمایا۔ اے عورت! صبر کر۔ خدا کی مشیّت ہر ایک پر غالب ہے۔ وہ عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتی نہ تھی اس نے جواب دیا جس طرح میرا بچہ مرا ہے تمہارا بچہ بھی مرتا تو تمہیں معلوم ہوتا کہ صبر کیا چیز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ کہہ کر وہاں سے آگے چل دیئے۔ ایک نہیں میرے تو سات بچے فوت ہو چکے ہیں۔

پس اس قسم کے موقع پر اتنا اظہار تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گزشتہ مصائب پر کبھی کر دیتے تھے ورنہ بنی نوع انسان کی خدمت میں کوئی کوتاہی ہوئی نہ آپ کی بشاشت میں کوئی فرق آیا۔

تحمل

تحمل آپ میں اِس قدر تھا کہ اُس زمانہ میں بھی کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے بادشاہت عطا فرما دی تھی آپ ہر ایک کی بات سنتے۔ اگر وہ سختی بھی کرتا تو آپ خاموش ہو جاتے اور کبھی سختی کرنے والے کا جواب سختی سے نہ دیتے۔ مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے نام کی بجائے آپ کے روحانی درجہ سے پکارتے تھے یعنی یَا رَسُوْلَ اللہِ! کہہ کر بُلاتے تھے اور غیر مذاہب کے لوگ ایشیائی دستور کے مطابق آپ کا ادب اور احترام اس طرح کرتے تھے کہ بجائے آپ کو محمد کہہ کر بلانے کے ابوالقاسم کہہ کر بلاتے تھے جو آپ کی کنیت تھی (ابوالقاسم کے معنی ہیں قاسم کا باپ۔ قاسم آپ کے ایک بیٹے کا نام تھا) ایک دفعہ ایک یہودی مدینہ میں آیا اور اس نے آپ سے آ کر بحث شروع کر دی۔ بحث کے دوران میں وہ بار بار کہتا تھا۔ اے محمد! بات یوں ہے، اے محمد! بات یوں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی انقباض کے اسکی باتوں کا جواب دیتے تھے۔ مگر صحابہؓ اُسکی یہ گستاخی دیکھ کر بیتاب ہو رہے تھے۔ آخر ایک صحابیؓ سے نہ رہا گیا اور اُس نے یہودی سے کہا کہ خبردار! آپ کا نام لے کر بات نہ کرو تم رسول اللہ نہیں کہہ سکتے تو کم سے کم ابوالقاسم کہو۔ یہودی نے کہا میں تو وہی نام لوں گا جو اِن کے ماں باپ نے اِن کا رکھا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اپنے صحابہؓ سے کہا دیکھو! یہ ٹھیک کہتا ہے۔ میرے ماں باپ نے میرا نام محمد ہی رکھا تھا جو نام یہ لینا چاہتا ہے اسے لینے دو اور اس پر غصہ کا اظہار نہ کرو۔

آپ جب باہر کام کیلئے نکلتے تو بعض لوگ آپ کا رستہ روک کر کھڑے ہو جاتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرنی شروع کر دیتے۔ جب تک وہ لوگ اپنی ضرورتیں بیان نہ کر لیتے آپ کھڑے رہتے جب وہ بات ختم کر لیتے تو آپ آگے چل پڑتے۔ اسی طرح بعض لوگ مصافحہ کرتے وقت دیر تک آپ کا ہاتھ پکڑے رکھتے۔ گو یہ طریق ناپسندیدہ ہے اور کام میں روک پیدا کرنے کا موجب ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے بلکہ جب تک وہ مصافحہ کرنے والا آپ کے ہاتھ کو پکڑے رکھتا آپ بھی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رہنے دیتے۔ ہر قسم کے حاجت مند آپ کے پاس آتے اور اپنی حاجتیں پیش کرتے۔ بعض دفعہ آپ مانگنے والے کو اُس کی ضرورت کے مطابق کچھ دے دیتے تو وہ اپنی حرص سے مجبور ہو کر اَور زیادہ کا مطالبہ کرتا اور آپ پھر بھی اُس کی خواہش پورا کر دیتے۔ بعض دفعہ لوگ کئی بار مانگتے چلے جاتے اور آپ اُن کو ہر دفعہ کچھ نہ کچھ دیتے چلے جاتے۔ جو شخص خاص طور پر مخلص نظر آتا اُسے اُس کے مانگنے کے مطابق دے دینے کے بعد صرف اتنا فرما دیتے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم خدا پر توکل کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک مخلص صحابیؓ نے متواتر اصرار کر کے آپ سے کئی دفعہ اپنی ضرورتوں کیلئے روپیہ مانگا۔ آپ نے اُسکی خواہش کو پورا تو کر دیا، مگر آخر میں فرمایا سب سے اچھا مقام تو یہی ہے کہ انسان خدا پر توکل کرے۔ اس صحابی کے اندر اخلاص تھا اور ادب بھی تھا جو کچھ وہ لے چکا ادب سے اُس نے واپس نہ کیا لیکن آئندہ کے متعلق اُس نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ! یہ میری آخری بات ہے اب میں آئندہ کسی سے کسی صورت میں بھی سوال نہیں کروں گا۔

ایک دفعہ جنگ ہو رہی تھی غضب کا معرکہ پڑ رہا تھا، نیزے پھینکے جا رہے تھے، تلواریں کھٹا کھٹ گر رہی تھیں کھوے سے کھوا چھل رہا تھا۔ سپاہی پر سپاہی ٹوٹا پڑ رہا تھا کہ اُس صحابی کے ہاتھ سے عین اُس وقت جبکہ وہ دشمن کے نرغہ میں گھرے ہوئے تھے کوڑا گر گیا۔ ایک ہمراہی پیدل سپاہی نے اِس خیال سے کہ اگر افسر نیچے اُترا تو ایسا نہ ہو کہ کوئی نقصان پہنچ جائے جھک کر کوڑا اُٹھانا چاہا تا کہ اُن کے ہاتھ میں دیدے۔ اِس صحابی کی نظر اُس سپاہی پر پڑ گئی اور انہوں نے کہا اے میرے بھائی! تجھے خدا ہی کی قسم تو کوڑے کو ہاتھ نہ لگا یہ کہتے ہوئے وہ گھوڑے سے کود پڑے اور کوڑا اُٹھا لیا پھر اپنے ساتھی سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا تھا کہ میں کسی سے کوئی سوال نہیں کروں گا اگر میں کوڑا تمہیں اُٹھانے دیتا تو گو میں نے اس کے متعلق تم سے سوال نہیں کیا تھا لیکن اس میں کیا شبہ تھا کہ زبانِ حال سے یہ سوال ہی بن جاتا اور ایسا کرنا مجھے وعدہ خلاف بنا دیتا گو یہ جنگ کا میدان ہے مگر میں اپنا کام خود ہی کروں گا۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 277 تا 284، مطبوعہ قادیان 2014ء)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم .اے. رضی اللہ عنہ)

(309) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب پہلے دن لدھیانہ میں بیعت ہوئی تو سب سے پہلے حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بیعت کی۔ ان کے بعد میر عباس علی نے اور پھر خواجہ علی صاحب مرحوم نے کی۔ اس دن میاں عبداللہ صاحب سنوری اور شیخ حامد علی صاحب مرحوم اور مولوی عبداللہ صاحب جو خوست کے رہنے والے تھے اور بعض اور آدمیوں نے بیعت کی۔ میں موجود تھا مگر میں نے اُس دن بیعت نہیں کی کیونکہ میرا منشاء قادیان کی مسجد مبارک میں بیعت کرنے کا تھا جسے آپ نے منظور فرمایا۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب بھی موجود تھے مگر انہوں نے بھی اس وقت بیعت نہیں کی بلکہ کئی ماہ بعد بیعت کی۔

مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا کہ روایت نمبر 309 میں مخدومی مکرمی صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے پہلے دن کی بیعت میں مولوی عبداللہ صاحب کے ذکر میں فرمایا ہے کہ وہ خوست کے رہنے والے تھے۔ یہ درست نہیں۔ دراصل مولوی عبداللہ صاحب کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ وہ خوست کے رہنے والے نہ تھے۔ اس میں صاحبزادہ صاحب کو سہو ہوا ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب اس سلسلہ کے سب سے پہلے شخص ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی طرف سے بیعت لینے کی اجازت دی تھی۔ آپ تنگئی علاقہ چارسدہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے۔ مَیں نے حضرت مولوی عبد اللہ صاحب کے نام حضرت اقدس کا مکتوب اور اجازت نامہ الحکم کے ایک خاص نمبر میں شائع کر دیا تھا۔

(310) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے سونے کی کیفیت یہ تھی کہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد آپ جاگ اُٹھتے تھے اور منہ سے آہستہ آہستہ سبحان اللہ، سبحان اللہ فرمانے لگ جاتے تھے اور پھر سو جاتے تھے۔

(314) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ جو سیرۃ المہدی حصہ اوّل میں میاں عبداللہ صاحب سنوری کی روایت سے حضرت کا الہام درج ہوا ہے کہ

سلطنت برطانیہ تا ہفت سال۔ بعد ازاں باشد خلاف واختلال

اور حاجی عبدالمجید صاحب کی یہ روایت درج ہوئی ہے کہ

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال۔ بعد ازاں ایام ضعف واختلال

یہ میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ میں نے حضرت صاحب سے یہ الہام اس طرح پر سُنا ہے۔

قوت برطانیہ تا ہشت سال۔ بعد ازاں ایام ضعف واختلال

میں نے اس کے متعلق حضرت سے عرض کیا کہ اس میں روحانی اور مذہبی طاقت کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی ہشت سال کے بعد سلطنت برطانیہ کی مذہبی طاقت یعنی عیسائیت میں ضعف رونما ہو جائیگا اور سچے مذہب یعنی اسلام اور احمدیت کا غلبہ شروع ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو ہوگا وہ ہو رہیگا ہم پیش از وقت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری رائے میں الفاظ الہام کے متعلق پیر صاحب کی روایت درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(315) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی فضل دین صاحب پلیڈر قادیان نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ محکمہ ڈاک کی طرف سے میرے خلاف مقدمہ ہوا تھا جس میں فیصلہ کا سارادارومدار میرے بیان پر تھا یعنی اگر میں سچ بول کر صحیح صحیح واقعہ بتا دیتا تو قانون کی رو سے یقیناً میرے لئے سزا مقدر تھی اور اگر جھوٹ بول کر واقعہ سے انکار کر دیتا تو محکمہ ڈاک کسی اور ذریعہ سے میرے خلاف الزام ثابت نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ میرے وکیل نے بھی مجھے یہ مشورہ دیا کہ اگر بچنا چاہتے ہیں تو انکار کر دیں مگر میں نے یہی جواب دیا کہ خواہ کچھ ہو جاوے میں خلاف واقعہ بیان نہیں کروں گا اور جھوٹ بول کر اپنے آپ کو نہیں بچاؤں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت صاحب کے اس بیان کے خلاف بعض غیر احمدیوں نے بڑے زور شور کے ساتھ یہ شائع کیا ہے کہ یہ ساری بات بناوٹی ہے۔ ڈاک خانہ کا کوئی ایسا قاعدہ نہیں ہے جو بیان کیا جاتا ہے اور گویا نعوذ باللہ یہ سارا قصہ مقدمہ کا اپنی راست گفتاری ثابت کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ وَاِلّا ڈاکخانہ کا وہ قاعدہ پیش کیا جائے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس اعتراض کی فکر تھی اور میں نے محکمہ ڈاک کے پرانے قوانین کی دیکھ بھال شروع کی تو 1866ء کے ایکٹ نمبر 14 دفعہ 12 و 56 اور نیز گورنمنٹ آف انڈیا کے نوٹیفکیشن نمبر 2442 مورخہ 7 ردسمبر 1877ء دفعہ 43 میں صاف طور پر یہ حوالہ نکل آیا کہ فلاں فعل کا ارتکاب جرم ہے جس کی سزا یہ ہے یعنی وہی جو حضرت صاحب نے لکھی تھی اور اس پر مزید علم یہ حاصل ہوا کہ ایک عینی شہادت اس بات کی مل گئی کہ واقع میں حضرت صاحب کے خلاف محکمہ ڈاک کی طرف سے ایسا مقدمہ ہوا تھا اور وہ اس طرح پر کہ میں اس حوالہ کا ذکر گورداسپور میں ملک مولا بخش صاحب احمدی کلرک آف دی کورٹ کے ساتھ کر رہا تھا کہ اوپر سے شیخ نبی بخش صاحب وکیل آ گئے جو کہ گورداسپور کے ایک بہت پرانے وکیل ہیں اور سلسلہ احمدیہ کے مخالفین میں سے ہیں چنانچہ انہوں نے مولوی کرم دین جہلمی والے مقدمہ میں بڑی سرگرمی سے حضرت صاحب کے خلاف مقدمہ کی پیروی کی تھی۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ مقدمہ میرے سامنے گورداسپور میں ہوا تھا اور مرزا صاحب کی طرف سے شیخ علی احمد وکیل مرحوم نے پیروی کی تھی۔ چنانچہ مولوی فضل دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے کہنے پر شیخ نبی بخش نے مجھے ایک تحریری شہادت لکھ دی جس کی عبارت یہ ہے: ’’مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مرزا صاحب پر ڈاک خانہ والوں نے مقدمہ فوجداری دائر کیا تھا اور وہ پیروی کرتے تھے۔ مرزا صاحب کی طرف سے شیخ علی احمد وکیل پیروکار تھے۔ میں اور شیخ علی احمد کچہری میں اکٹھے کھڑے تھے جبکہ مرزا صاحب (انکو) اپنا مقدمہ بتا رہے تھے۔ خواہ مقدمہ کم محصول کا تھا یا لفافہ (میں) مختلف مضامین کے کاغذات (ڈالنے) کا تھا۔ بہر حال اسی قسم (کا) تھا۔ چونکہ میں نے پیروی نہیں کی اس لئے دفعہ یاد نہیں رہی۔ فقط نبی بخش 22رجنوری 1924ء۔‘‘ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقدمہ کا ذکر ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں کیا ہے۔

(316) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی۔ ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا ’’بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت‘‘ اور نام معہ ولدیت وسکونت لکھے جاتے تھے۔ اوّل نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے، دوئم میر عباس علی صاحب، ان کے بعد شائد خاکسار ہی سوئم نمبر پر جاتا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کیلئے بھیج دیا کہ اُنکو بلا لاؤ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہو گئے ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو میں خاکسار داخل ہوا پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے چوہدری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہو گئے۔ اس طرح ایک ایک آدمی باری باری اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیعت اولیٰ میں بیعت کرنے والوں کی ترتیب کے متعلق روایات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے جو یا تو کسی راوی کے نسیان کی وجہ سے ہے اور یا یہ بات ہے کہ جس نے جو حصہ دیکھا اس کے مطابق روایت بیان کر دی ہے۔

(317) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال کی ہی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہو گئے تھے اور میرا خیال ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے سارے بال سفید ہو چکے ہوں گے۔ اسکے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتا لگتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کے صرف چند بال سفید تھے۔ دراصل اِس زمانہ میں مطالعہ اور تصنیف کے مشاغل انسان کی دماغی طاقت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔ باینہمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عام قویٰ آخر عمر تک بہت اچھی حالت میں رہے اور آپ کے چلنے پھرنے اور کام کاج کی طاقت میں کسی قسم کی انحطاط کی صورت رونما نہیں ہوئی بلکہ میں نے بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب سے سُنا ہے کہ گو درمیان میں آپکا جسم کسی قدر ڈھیلا ہو گیا تھا لیکن آخری سالوں میں پھر خوب سخت اور مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھائی عبد الرحیم صاحب کو جسم کے دبانے کا کافی موقع ملتا تھا۔

(318) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں عبداللہ صاحب سنوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت صاحب قادیان کے شمال کی طرف سیر کیلئے تشریف لے گئے۔ میں اور شیخ حامد علی مرحوم ساتھ تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ سنا ہوا ہے کہ یہ لوگ دل کی باتیں بتا دیتے ہیں۔ آؤ میں امتحان لوں۔ چنانچہ میں نے دل میں سوال رکھنے شروع کئے اور حضرت صاحب انہی کے مطابق جواب دیتے گئے یعنی جو سوال میں دل میں رکھتا تھا اسی کے مطابق بغیر میرے اظہار کے آپ تقریر فرمانے لگ جاتے تھے۔ چنانچہ چار پانچ دفعہ لگاتار اسی طرح ہوا اسکے بعد میں نے حضرت صاحب سے عرض کر دیا کہ میں نے یہ تجربہ کیا ہے۔ حضرت صاحب سُن کر ناراض ہوئے اور فرمایا تم شکر کرو تم پر اللہ کا فضل ہو گیا۔ اللہ کے مرسل اور اولیاء غیب دان نہیں ہوتے آئندہ ایسا نہ کرنا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب نے حضرت صاحب کو یہ نہیں بتایا تھا کہ میں دل میں کوئی سوال رکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کیساتھ جاتے جاتے خود بخود دل میں سوال رکھنے شروع کر دیئے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ سچے اور جھوٹے مدعیوں میں ایک یہ بھی فرق ہوتا ہے کہ جھوٹا ہر بات میں اپنی بڑائی ڈھونڈتا اور بزرگی منوانا چاہتا ہے اور سچے کا صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ راستی اور صداقت قائم ہو۔ چنانچہ ایک جھوٹا شخص ہمیشہ ایسے موقع پر ناجائز فائدہ اُٹھا کر دوسروں کے دل میں اپنی بزرگی کا خیال پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر سچا آدمی اپنی عزت اور بڑائی کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ راستی کو قائم کرتا ہے خواہ بظاہر اس میں اس کی بزرگی کو صدمہ ہی پہنچتا ہو۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Mob: 9647960851
9082768330
Branch: Aroti Tola Po muluk
Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road
Po.Bartala, Kolkata-18
طالب دعا : جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔بنگال)

یہاں مسجد کی تعمیر آپ لوگوں نے کرنی ہے، یہ دینی مہم ہے اس کیلئے اپنے دلوں کو کھولیں اور بڑھ چڑھ کر مسجد کی تعمیر کیلئے قربانی کریں، انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر کے ساتھ آپ کی تبلیغ کے میدان بھی وسیع ہوں گے

آج ہم میں خدا کا مسیح تو براہِ راست موجود نہیں ہے لیکن اُسکی دی ہوئی تعلیم اور اُس کا قائم کیا ہوا نظام اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام موجود ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جماعتی ترقی وابستہ کر رکھی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے فرمائے تھے اُنہیں ہم ہر نیا دن چڑھنے پر ہر روز نئی شان سے پورا ہوتا دیکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے مسیح کی جماعت کو ایسے لوگ عطا فرماتا رہے گا جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں گے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہوں گے اور مسیح موعود کی آواز پر جو اُس کے نمائندے کے ذریعے سے اُن تک پہنچ رہی ہے، لبّیک کہتے ہوئے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے ہوں گے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کیلئے ہر وقت اُس کا خوف دل میں رکھنے کی کوشش کریں، توحید پر قائم ہوں

دنیا کی چکا چوند کبھی اُس کے شرک میں مبتلا کرنے والی نہ ہو، ہمیشہ عبادت کی طرف توجہ کریں

اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف بہت توجہ دیں، نمازوں کیلئے سوائے اشد مجبوری کے کوشش ہونی چاہئے کہ باجماعت ادا کی جائیں

اگر ہماری عورتوں اور بچیوں کے تقویٰ کے معیار بلند ہو گئے تو ہماری موجودہ نسلیں بھی تقویٰ پر چلنے والی ہوں گی اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی تقویٰ پر چلنے والی ہوں گی کیونکہ وہ اُن ماؤں کی گودوں میں پلنے والی ہوں گی جنہوں نے ڈرتے ڈرتے اپنے دن بسر کئے اور تقویٰ سے اپنی راتیں بسر کیں، احمدی عورت اگر چاہے تو ایک انقلاب پیدا کر سکتی ہے

جماعت احمدیہ بلجیم کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 4؍جون 2006ء کو برسلز میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج آپ کا یہ جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب جلسہ منعقد کرنے کا اعلان فرمایا تو آپکا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ افرادِ جماعت میں تقویٰ کے معیار کو بڑھایا جائے تا کہ لوگ آئیں، جمع ہوں، اکٹھے ہوں، تقاریر سنیں، پھر آپس میں ایک دوسرے کو ملیں۔ جب مختلف قوموں اور طبیعتوں کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ملیں گے تو ایک احساس ہوگا کہ ہم ایک جماعت ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد کو سُن کر احساسِ ہمدردی پیدا ہوگا۔ ایک دوسرے کیلئے دعا کی تحریک ہو گی۔ تقاریر سنیں گے اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فیضیاب ہو کر ایک روحانی انقلاب طبیعتوں میں پیدا ہوگا۔ آج ہم میں خدا کا مسیح تو براہِ راست موجود نہیں ہے لیکن اُس کی دی ہوئی تعلیم اور اُسکا قائم کیا ہوا نظام اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام موجود ہے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جماعتی ترقی وابستہ کر رکھی ہے۔

پس آج جب آپ اس جلسے پر آئے ہیں تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کے مطابق جماعت نے تو ترقی کرنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے فرمائے تھے اُنہیں ہم ہر نیا دن چڑھنے پر ہر روز نئی شان سے پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔ آج دنیائے احمدیت میں کئی مثالیں موجود ہیں جو ہمیں نظر آتی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر کئی سعید فطرت لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں جس میں کسی کی تبلیغ کا کوئی ہاتھ نہیں، کوئی دخل نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے مسیح کی جماعت کو ایسے لوگ عطا فرماتا رہے گا جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں گے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہوں گے اور مسیح موعود کی آواز پر جو اُسکے نمائندہ کے ذریعے سے اُن تک پہنچ رہی ہے، لبّیک کہتے ہوئے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے ہوں گے۔ لیکن آپ لوگ جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں، جن میں سے اکثریت پرانے احمدیوں کی ہے یا اُن کی اولادیں ہیں جن کے باپ دادا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سچے دل سے آپ کی ہر بات کو سنا اور مانا اور لبّیک کہا اور اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہوئے۔ جن کے اموال و نفوس میں اللہ تعالیٰ نے بے انتہا برکت ڈالی۔ جس کا ثبوت آپ جو اس وقت یہاں میرے سامنے بیٹھے ہیں، آپ کی اپنی ذات ہے۔ اُن لوگوں نے تنگیاں برداشت کیں، ترشیاں برداشت کیں، تکلیفیں بھی اُٹھائیں لیکن اُن کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ اُن کے ایمان ہر دن چڑھنے پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے اور سچے دل کے ساتھ مسیح موعود کی جماعت کے ساتھ جڑے رہے اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کئے رہے۔ تو آپ لوگ اگر اپنے بڑوں کی نیکیوں کو نظر میں نہیں رکھیں گے، اُن کی قربانیوں کو پیشِ نظر نہیں رکھیں گے اور تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی کوشش نہیں کریں گے تو جیسا کہ میں نے کہا، خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنے مخلصین کی جماعت عطا فرماتا رہے گا جو تقویٰ پر بھی چلنے والے ہوں گے اور قربانیاں کرنے والے بھی ہوں گے لیکن آپ لوگ جو اُس پر عمل نہیں کر رہے اُن برکتوں سے محروم ہو جائیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وابستہ کر رکھی ہیں۔

پس اپنی زندگی کے مقصد کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے مقصد کو سمجھیں اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ یہاں جو کچھ سنا ہے، اسکو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں، اچھی تقریریں ہوئی ہوں گی، نصائح بھی ہوئی ہوں گی، علمی باتیں بھی ہوئی ہوں گی۔ صرف سن لینا اور نعرے لگا دینا ہی کافی نہیں ہے۔ ہم وہ قوم نہیں جو نعرے لگا کر یا چند لمحوں کیلئے جوش میں آ کر خوش ہو جائیں کہ چلو ہماری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا بلکہ ہم وہ قوم ہیں اور ہمیں ایسا بننا چاہئے اور تبھی ہم اپنے مقاصد حاصل کرنے والے ہو سکتے ہیں جب ہم تقویٰ پر چلنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کرنے والے ہوں، اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی تمام حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری زندگیوں میں کیا تبدیلی اور انقلاب لانا چاہتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ماننے والوں سے کیا توقعات وابستہ کر رکھی ہیں۔ ہمیشہ اسی سوچ میں ہمیں اپنی زندگی گزارنی چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ تعلیم کیا تھی؟ جب ہر ایک کی یہ سوچ ہوگی اور وہ حقیقی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہوگا تو تبھی آپ کی جماعت میں شمار ہوگا۔

جلسہ سالانہ کے حوالے سے ہی مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ ہمیں یاد دہانی ہو جائے کہ آپؑ اپنی جماعت میں کیا تبدیلیاں دیکھنا چاہتے تھے، کیا بنانا چاہتے تھے؟ کیا توقعات تھیں؟ کیا معیار تھے جو آپ کی خواہش تھی کہ آپ کی جماعت کے لوگ حاصل کریں؟ آپؑ فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ سے مدّعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ اُن کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور اُن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘
(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 394)

پس یہ تبدیلی ہے جو آپؑ اپنی جماعت کے افراد میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ آج مادیت کے اس زمانے میں جہاں قدم قدم پر دوسری دلچسپیاں ہر ایک کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں تو ان باتوں کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے جن کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے توجہ دلائی ہے۔ آخرت کی طرف دل اُس وقت جھکتا ہے جب دنیا کی دلچسپیوں نے دل پر قبضہ نہ جمایا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے جو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں پیدا کی ہیں، ہم فائدہ اُٹھانے والے تو ہوں لیکن ہماری زندگیوں کا یہی مطلوب و مقصود نہ بن جائیں اور ہم صرف ان کو حاصل کرنے کی دوڑ میں نہ لگ جائیں۔ صرف انہی کو حاصل کر کے ہم خوش نہ ہو جائیں کہ ہم نے اپنے مقصد کو پالیا۔ یہ چیزیں تو آنے جانے والی چیزیں ہیں۔ آنی جانی ہیں۔ آج آئیں گی اور کل چلی جائیں گی۔ کئی لوگ ہیں جو ہزاروں لاکھوں یورو (Euro) کماتے ہیں لیکن جب کاروبار کو دھکّا لگا تو کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے۔ اپنی جائیدادوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ بینکوں نے جائیدادوں کی قرقیاں کر دیں۔ یا لاکھوں کمائے لیکن بدقسمتی ایسی کہ صحت کی حالت ایسی ہو گئی کہ اُس کو اپنی کسی خواہش کو پورا کرنے، کسی چیز کو حاصل کرنے کیلئے اپنے پر خرچ بھی نہیں کر سکتے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اگر کوئی غذا ہے اور اُس کو کھانے کی خواہش ہے تو کھا نہیں سکتے۔ صحت ایسی ہو گئی ہے کہ ان نعمتوں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ اُن کو استعمال ہی نہیں کر سکتے۔ یا اولاد ایسی ناخلف اور ناہنجار ہے کہ اس فکر میں ہی صحت برباد ہو رہی ہے کہ ہمارے بعد یہ سب کچھ لُٹا دے گی۔ یا ایسی اولاد ہے جو ماں باپ کی عزت کرنا نہیں جانتی، نافرمان ہے۔ غرض بے شمار وجوہات ہیں جو پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس ہر احمدی کو سب سے پہلے اپنی پیدائش کے مقصد کو یاد رکھنا چاہئے۔ یہ مقصد یاد رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو ملیں گی ہی اور دنیا کی جو نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، اُن کو تو آپ حاصل کر ہی رہے ہوں گے لیکن اُن کے بد اثرات سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔ لیکن اگر اس دنیا کے پیچھے ہی دوڑتے رہے اور اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ فلاں کے باپ دادے کیسے تھے؟ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث وہی لوگ ہوں گے یا ایسے بزرگوں کی وہی اولاد وارث بنی رہے گی جو اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نیکیوں پر قدم مارنے والی تھی اور اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والی تھی اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والی تھی۔ اُن لوگوں کی اللہ تعالیٰ کچھ بھی پروا نہیں کرتا جو اُسکے احکام پر چلنے والے نہیں ہوتے اور اُسکے عبادت گزار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان: 78) اُن سے کہہ دے کہ میرا ربّ تمہاری پروا ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو، اُسکی عبادت نہ ہو۔ پس ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں لئے رکھیں۔ کبھی ایسے لوگوں میں شمار نہ ہوں جو راہ سے بھٹک جانے والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ اُن میں شمار ہو جانے کی کوشش کرنی چاہئے جن سے اللہ تعالیٰ نے قبولیتِ دعا کا وعدہ فرمایا ہے۔ خالص ہوتے ہوئے اُس کے حضور جھکنے والے اور اُس سے دعائیں مانگنے والے بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصّہ اُنہیں کے شاملِ حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو اختیار کرتے ہیں۔ اس باعث سے جو لوگ اِس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان: 78) فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران: 98) یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم دعا نہ کرو اور اُسکے فیضان کے خواہاں نہ ہو۔ خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں۔ وہ تو بے نیازِ مطلق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 563-564 حاشیہ نمبر 11)

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کیلئے ہر وقت اُسکا خوف دل میں رکھنے کی کوشش کریں۔ توحید پر قائم ہوں۔ دنیا کی چکا چوند کبھی اُسکے شرک میں مبتلا کرنے والی نہ ہو۔ ہمیشہ عبادت کی طرف توجہ کریں۔ عبادت پر توجہ دیں تا کہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن سکیں۔ اور عبادات کا بہترین ذریعہ نمازیں ہیں جو پانچ وقت اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہیں جن کی ادائیگی فحشاء سے بھی روکتی ہے اور کسی بھی قسم کے شرک سے بھی محفوظ رکھتی ہے بشرطیکہ یہ نمازیں خالص اللہ کیلئے ادا کی جائیں، نہ کہ دکھاوے کیلئے۔ پھر اسی طرح دوسری عبادات ہیں۔ پس جب یہ خالص ہو کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے بجالائی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی بھی ہوں گی اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، زہد و تقویٰ میں ترقی کی طرف لے جانے والی بھی ہوں گی۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا، عبادات میں سب سے بنیادی چیز نماز ہے کیونکہ نماز کے بارے میں ہی کہا گیا ہے کہ یہ عبادت کا مغز ہے۔ پس ہر احمدی کو جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، دنیا و آخرت کے فضلوں کا اپنے آپ کو وارث بنانا چاہتا ہے، اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور عبادات میں سب سے بہتر ذریعہ جیسا کہ میں بتا آیا ہوں، نماز ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’نماز اصل میں دعا ہی ہے...... اگر (انسان کا) نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کیلئے تیار رہے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ گویا خود ہلاکت کے نزدیک جاتا ہے۔‘‘ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 4، صفحہ 54، مطبوعہ ربوہ)

پس اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف بہت توجہ دیں اور پھر ہلاکت سے بچیں اور نمازوں کیلئے سوائے اشد مجبوری کے کوشش ہونی چاہئے کہ باجماعت ادا کی جائیں۔ یہی قیامِ نماز کا مطلب ہے اور اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کا ستائیس گنا زیادہ ثواب ہے۔ (صحیح المسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ ...... حدیث 1477)

پس اپنی نمازوں کی حفاظت کیلئے خاص کوشش کریں۔

ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسوہ قائم کر کے ہمیں سمجھا دیا کہ نماز باجماعت کیلئے انتظام کرو۔ آخری بیماری کے وقت میں بھی جب بھی آپؐ کو ہوش آتا تھا، آپؐ نماز کا وقت پوچھتے تھے اور ایک دفعہ سہارے سے مسجد میں آئے اور جب دیکھا کہ مومنین نماز پڑھ رہے ہیں تو بڑے خوش ہوئے اور پھر آ کر آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ نماز میں بیٹھ بھی گئے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب انما جعل الامام لیؤتم بہ حدیث 687)، (صحیح بخاری کتاب الاذان باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ حدیث 680)

اُس حالت میں بھی آپ نے نماز کی طرف توجہ دی اور پھر آپ دیکھیں کہ نماز قائم کرنے کیلئے جب ابتدائی دور میں آزادی ملی، عبادت کی آزادی میسر آئی تو سب سے پہلے آپؐ نے مسجد کی تعمیر فرمائی تا کہ باجماعت نمازوں کیلئے ایک جگہ میسر آ جائے۔ چنانچہ تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہجرت کے بعد چند دن قبا کے قیام کے دوران بھی آپؐ نے وہاں مسجد کی تعمیر کروائی۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 349 ہجرۃ الرسول ﷺ / بناء مسجد قباء دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

اور پھر جب چند ہفتوں کے بعد مدینہ آ گئے تو یہاں مسجدِ نبوی کی بنیاد رکھی۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 350 ہجرۃ الرسول ﷺ / بناء مسجد المدینۃ...... دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

کیوں؟ اس لئے کہ آپ سب سے زیادہ نماز باجماعت کی اہمیت جانتے تھے اور جانتے تھے کہ مسلمانوں کو اکٹھا رکھنے کیلئے، اُن میں ایک جمعیت پیدا کرنے کیلئے، اُن میں وحدانیت پیدا کرنے کیلئے، اُن کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کیلئے یہ مساجد ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا گھر ہونے کی وجہ سے یہ کردار ادا کرنے والی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ ’’تم جہاں جماعت کا قیام کرنا چاہتے ہو اور جہاں تبلیغی میدان ہموار کرنا چاہتے ہو وہاں مسجد تعمیر کر دو۔‘‘ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 4، صفحہ 93، مطبوعہ ربوہ)

یہ ٹھیک ہے کہ باجماعت نماز کیلئے کوئی بھی جگہ میسر آ جائے تو نماز باجماعت ہو سکتی ہے، بلکہ آنحضرت ﷺ کیلئے تو تمام زمین ہی مسجد بنائی گئی ہے۔ جہاں نماز کیلئے وقت ہوا ایک مسلمان یا مومنین کی جماعت نماز ادا کر سکتی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدًا وطھورًا حدیث 438)

لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پیغام پہنچانے کیلئے، تبلیغ کی راہیں ہموار کرنے کیلئے مساجد کی تعمیر ضروری ہے اور جیسا کہ مَیں بتا آیا ہوں یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے نظر آتا ہے کہ جہاں مسلمان اکٹھے ہوئے، جمع ہوئے، مسجد تعمیر ہو گئی۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی ہوئی مسجد تعمیر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو بھی توفیق دے کہ یہاں مسجد تعمیر کر سکیں۔ مجھے پتہ لگا ہے کہ اب کچھ صورت بنتی نظر آ رہی ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کی طرف کچھ پیش رفت شروع ہوئی ہے۔ یہاں جو جگہ ہے اللہ کرے یہاں باقاعدہ مسجد بن جائے اور جب باقاعدہ مسجد بن جائے گی تو پھر آپ دیکھیں گے کہ کس طرح احمدیت کا تعارف اور جماعت کا پیغام اس علاقے اور اس ملک میں پہنچتا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچتا ہے، اسلام کا پیغام پہنچتا ہے۔ اس کیلئے آپ کو دعا بھی کرنی چاہئے اور اسکی تعمیر کیلئے ابھی سے تیار بھی ہو جانا چاہئے۔ صرف تیاری نہیں بلکہ اب اس مدّ کیلئے رقم اکٹھی کرنی شروع کر دینی چاہئے۔ مسجد فنڈ کیلئے بڑھ چڑھ کر قربانیوں میں حصہ لینا چاہئے۔ اول تو خدا کرے کہ یہاں ایسے سامان پیدا ہو جائیں کہ اسی جگہ پر مسجد کی اجازت مل جائے، ان لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کھول دے اور مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں کوئی روک نہ ڈالیں لیکن اگر یہاں نہیں بھی بنتی تو مسجد تو انشاء اللہ تعالیٰ بنی ہے۔ ایک نہیں کئی مساجد بنی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ لوگوں نے ہی تعمیر کرنی ہیں۔

مَیں نے شروع میں جو باتیں کی ہیں، باہر کی دنیا بھی سن رہی ہوتی ہے تو اُن سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ شاید بلجیم کی جماعت میں اللہ نہ کرے ایمان کی اور اخلاص کی بہت کمی ہو گئی ہے۔ مَیں باہر والوں کو بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلجیم کی جماعت بھی بڑی مخلص ہے۔ یہ بات جو مَیں نے کی تھی وہ تمام ایسے احمدیوں کیلئے کی تھی جو اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے نہیں ہیں۔ یہ صرف بلجیم کیلئے کوئی خاص نہیں ہے۔ لیکن اس وقت مَیں کیونکہ یہاں اس جلسے سے آپ لوگوں کو مخاطب ہوں اس لئے یہ سٹیج استعمال ہو رہا ہے۔

بہر حال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اس مسجد کی یہاں

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

غیر، چاہے اسلام کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اس بات کا ضرور اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا دعاؤں کو سننے والا خدا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/جنوری 2018)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اسلام کی سچائی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے دنیا میں قائم ہونی ہے اور آپ کے ساتھ جُڑنے سے ہی دنیا میں قائم ہونی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/مارچ 2011)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

تعمیر آپ لوگوں نے کرنی ہے۔ اُس کیلئے ابھی سے فنڈ قائم کریں اور بڑھ چڑھ کر اس میں قربانیاں پیش کریں۔ جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں پڑھا تھا کہ آپؑ نے فرمایا کہ ’’دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘ آج یہ دینی مہم ہے اس کیلئے اپنے دلوں کو کھولیں اور بڑھ چڑھ کر مسجد کی تعمیر کیلئے قربانی کریں۔ آج دنیا کے ہر ملک میں جس طرح جماعت کی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں، آپکو بھی اب مزید انتظار کئے بغیر اس مہم میں شامل ہو جانا چاہئے تا کہ آپ اس مہم میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے والے بنیں۔ بعض لوگوں کو بعض جگہوں پر اعتراض ہوتا ہے کہ شہر سے دور ہے، لوگوں کی رہائش سے دور ہے۔ جب ایک جذبہ سے آپ کام کریں گے اور نیت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو تعمیر کرنے کے بعد آباد بھی کرنا ہے تو تمام دُوریاں بھی ختم ہو جائیں گی اور تمام تکلیفیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ پس آپ کا یہ کام ہے کہ کمرِ ہمت کس لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر کے ساتھ آپ کی تبلیغ کے میدان بھی وسیع ہوں گے۔ مسجد کو دیکھنے کیلئے لوگوں کے وفود بھی آئیں گے اور روشن مینار اسلام کی خوبصورت تعلیم کے نور کو بکھیرنے والے ہوں گے اور آپ دیکھیں گے کہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ آپ کی تبلیغ کے میدان کس قدر وسیع ہو گئے ہیں۔

پس آگے بڑھیں اور اس کام کو سرانجام دینے کیلئے اپنی پوری کوشش کریں۔ نہیں تو یاد رکھیں کہ یہ کام تو ہو کر رہنے والے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوں گے لیکن جو لوگ اس میں حصہ نہیں لیں گے وہ ثواب سے محروم ہو جائیں گے۔ چاہے تھوڑے ہی ہوں لیکن مجھے پتہ ہے کہ بلجیم کی جماعت میں ایسے مخلصین ہیں کہ اگر تمام جماعت نہیں بھی کرے گی تو یہ ٹھیک ہے کہ تھوڑے بھی ایسے نکل آئیں گے جو انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے ہوں گے اور اُسکو مکمل کر کے چھوڑنے والے ہوں گے۔

مسجد کے ضمن میں یہ بات کر رہا ہوں کہ بعض شدت پسند آجکل کے حالات کی وجہ سے، مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے ان ملکوں میں بہت زیادہ مخالفت کر رہے ہیں، اسلام کے خلاف ایک رَو چلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بعض جگہوں پر مساجد کی تعمیر میں روکیں بھی پڑتی ہیں۔ لیکن اس مخالفانہ ردّعمل کی وجہ سے آپ لوگوں نے خاموش ہو کر نہیں بیٹھ جانا بلکہ اس ردّعمل کو زائل کرنا ہے اور اس کیلئے بہترین ذریعہ آپ کا اپنا کردار ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اپنے نیک نمونے اپنے ماحول میں قائم کئے اور قائم کرتے رہیں گے، جہاں جہاں آپ کی رہائش ہے اور جہاں جہاں آپ کے نماز سینٹر ہیں وہاں کے ماحول میں اگر یہ تاثر آپ قائم کریں گے اور اُس ماحول میں اُن لوگوں میں یہ تاثر قائم ہو جائے گا کہ یہ لوگ تو کچھ اور طرح کے لوگ ہیں جو قانون کا احترام کرنے والے بھی ہیں، ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے والے بھی ہیں، شرافت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بھی ہیں، نیکیوں میں بڑھنے والے بھی ہیں اور اپنے خدا سے لَو لگانے والے بھی ہیں تو یہ روکیں خود بخود زائل ہو جائیں گی۔ اور اس سے جہاں آپ اپنے ماحول میں نیک اثر ڈال کر اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم کو دنیا پر ظاہر کر رہے ہوں گے وہاں آپ پر خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر بھی پڑ رہی ہوگی کہ یہ لوگ میری خاطر میرے دین کی بڑائی ظاہر کرنے کیلئے اپنی برائیوں کو دور کرتے ہوئے اور میرے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اسلام کی حسین تعلیم کے سفیر بنے ہوئے ہیں۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ’تقویٰ، پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کیلئے نمونہ بن جائیں، اور جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق یہ نمونے حاصل کر لیں گے تو جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جو اُس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہیں، دنیا کی حسنات حاصل کرنے والے بھی ہوں گے اور آخرت میں بھی اُسکی جنت کے وارث بننے والے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کرنے والے ہوں اور آپ کے ان پاک نمونوں کی سچائی اور آپ کے قول و فعل کی یکرنگی اس قدر پُراثر اور پُرتاثیر ہو کہ کوئی انگلی آپ پر یہ اشارہ کرتے ہوئے نہ اُٹھے اور نہ کبھی اُٹھ سکے کہ یہ لوگ بھی باقی مسلمانوں کی طرح، باقی لوگوں کی طرح ہیں جن کے قول کچھ اور ہیں، جن کی تعلیم کچھ اور ہے اور جن کے عمل کچھ اور ہیں۔ جن کے خول تو خوبصورت اور چمکتے ہوئے ہیں لیکن ان کا اندرونہ غلاظت اور گندگی سے پُر ہے، اُس کے اندر جھوٹ ہے۔ بلکہ آپ کو دور سے آتا دیکھ کر آپ کے ماحول کا ہر شخص یہ اشارہ کرے کہ دیکھو یہ وہ شخص آ رہا ہے جس کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو اسلام کی خوبصورت تصویر دکھاتا ہے اور پھر خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اور یہ اُس کا عملی نمونہ ہے۔ یہ سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر ہے کہ اگر حق بات کیلئے اُسکو اپنے خلاف یا اپنے عزیز کے خلاف یا اپنے قریبی کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو یہ دے دے گا لیکن سچائی سے منہ نہیں موڑے گا، جھوٹ کو قریب نہیں پھٹکنے دے گا۔ ان لوگوں کی تعلیم کے مطابق جھوٹ شرک کی طرف لے جانے والی چیز ہے اور یہ تو خدائے واحد کے عبادت گزار ہیں اور اُس کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جو وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے آیا تھا۔

پس یہ سچائی کے نمونے آپ نے قائم کرنے ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی کبھی آپ کی طرف سے جھوٹ کا اظہار نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے نرم دلی اور باہم محبت کے بھی اعلیٰ نمونے قائم کرنے والے ہوں۔ اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے کبھی اپنے بھائی کی جڑیں کاٹنے والے نہ ہوں۔ اپنے جذبات پر کنٹرول ہو۔ اگر کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرے تو محض لِلّٰہ اُسے معاف کرنے والے ہوں۔

پھر عورتوں کو بھی خاص طور پر مَیں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے ہیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے ہیں۔ کیونکہ اگر ہماری عورتوں اور بچیوں کے تقویٰ کے معیار بلند ہو گئے تو ہماری موجودہ نسلیں بھی تقویٰ پر چلنے والی ہوں گی اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی تقویٰ پر چلنے والی ہوں گی کیونکہ وہ اُن ماؤں کی گودوں میں پلنے والی ہوں گی جنہوں نے ڈرتے ڈرتے اپنے دن بسر کئے اور تقویٰ سے اپنی راتیں بسر کیں۔ احمدی عورت اگر چاہے تو ایک انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ اگر خاوند دین سے دور بھی ہٹے ہوئے ہیں، اگر نمازوں میں سست ہیں تو اُنہیں موقع کی مناسبت سے آہستہ آہستہ سمجھا کر دین کے قریب لائیں۔ اُن کو اُن کے مقصدِ پیدائش سے آگاہ کریں۔ بعض دفعہ بچے باپوں کے نمونوں کو دیکھ کر خراب ہو رہے ہوتے ہیں اس لئے ماؤں کی بھی اور اُن باپوں کی بھی بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔

پس یہ مَردوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ عورتوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور عورتوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ مَردوں کی اصلاح کی کوشش کریں تا کہ اپنی اگلی نسل کو یورپ کے لغو ماحول کی دلدل میں ڈوبنے سے بچا سکیں۔ نام نہاد آزادی سے اپنی نسلوں کو بچا سکیں۔ اگر آج اس طرف توجہ نہ دی تو پھر بعد میں ہاتھ مَلنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بچوں کو گھروں میں وہ ماحول دیں جس سے بچے ماں باپ کے پاس زیادہ وقت گزارنے والے ہوں۔ اس بارے میں کئی دفعہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں لیکن اس طرف کئی گھر پوری طرح توجہ نہیں دیتے۔ ماں باپ اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ ہم ان یورپین ممالک میں آ گئے ہیں، یہاں ہمارے معاشی حالات پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں اور ہمارے بچوں کو بھی بہتر تعلیمی ماحول میسر ہے۔ یاد رکھیں کہ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا، آپ کے بڑوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل اسلئے ہوئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والا بنانے کی کوشش کی اور بنا کر دکھایا۔ اور حتی الوسع یہ حق ادا کرتے چلے گئے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے اموال و نفوس میں برکت ڈالی۔ آپ لوگوں پر جیسا کہ مَیں نے کہا تھا یہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں، مالی کشائش ہے یہ آپ کے کسی کمال کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے اپنے اُن بندوں پر فضل کی وجہ سے ہے جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے سنیں اور جس کا فیض اُن کی نسلیں یا آپ پا رہے ہیں۔ اگر ان فضلوں کو جاری رکھنا ہے تو اپنا تعلق بھی اُس زندہ خدا سے جوڑنا ہوگا جو زندگی دینے والا، زندگی بخش ہے اور روحانی اور مادی نعمتوں کو عطا کرنے والا ہے۔

پس ان فضلوں کو جو آپ پر ہوئے، تمام مَردوں اور عورتوں کو شکر کے جذبات سے پُر کرنے والا ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکنے والا بنانا چاہئے اور یہی چیز پھر اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آپ کو اُسکے فضلوں کو مزید حاصل کرنے والا بنائے گی اور بناتی چلی جائے گی، جیسا کہ وہ فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم:8) یعنی اگر تم شکر گزار بنے تو میں تمہیں اَور بھی زیادہ دوں گا۔

پس یہ بہتر حالات آپ لوگوں کو مزید شکر گزار بنانے والے ہوں۔ اس کشائش کی وجہ سے آپ شکر گزار بنتے ہوئے دنیاوی جھمیلوں میں پڑنے والے نہ ہوں۔ ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہ کر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے والے نہ ہوں۔ دنیاوی آسائشوں کی وجہ سے اپنے بچوں کی تربیت سے غافل نہ ہو جائیں۔ اُن کو دینی تعلیم دینے سے غافل نہ ہو جائیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت اور اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت سے غافل نہ ہو جائیں کہ وہ ایک ثانوی حیثیت بن جائیں۔ کیونکہ اگر یہ صورتحال ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے جن فضلوں کو آپ پر نازل فرمایا ہے اُن کو واپس لینے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔

پس ہمیشہ اُس کی پناہ میں رہتے ہوئے اُس کے فضلوں کو جذب کرنے والا بنیں۔ اس جلسے سے آپ لوگوں نے جو بھی روحانی فائدہ حاصل کیا ہے۔ اُس سے مسلسل فائدہ اُٹھانے کیلئے اللہ اور اُسکے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے بنیں۔ آپکی نسلیں آپ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور جماعت کیلئے بہترین وجود بننے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور آپ کی نسلوں کا خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ پختہ تعلق قائم رکھے اور آپ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں کے وارث بنیں۔ اللہ ہر شر اور ہر فتنے سے آپ سب کو محفوظ رکھے اور آپ کو اپنے دین کے بہترین مددگاروں میں سے بنائے۔

اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 1 رفروری 2013)

......☆......☆......☆......

IRS
INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

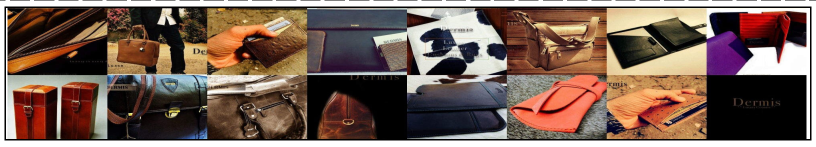
TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے خلافتِ احمدیہ کے سوسالہ سفر کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت کے افراد کو خلافت سے وفا اور اخلاص اور تعلق میں بڑھایا ہے

ہم وہ خوش قسمت ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کی اس جماعت میں شامل ہیں
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو نہ صرف اپنے پر لاگو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی اس تعلیم کو پھیلانے والے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی، یعنی وہ خلافت قائم ہوگی جو نبوت کے کام کو آگے بڑھائے گی اور اُس کے طریق پر چلنے والی ہوگی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ وہ قدرت آسمان سے نازل ہوگی، یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی خلیفہ بنائے گا اُسکے ساتھ آسمانی تائیدات اور قدرت کے نظارے بھی ہمیشہ دکھائے گا اور خلافتِ احمدیہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ اشاعتِ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کرتی چلی جائے گی اور اس کام کی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ اُس کے ہاتھ بن جائے گا، اُسکے بازو بن جائے گا اور ہر فیصلہ جو خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اسلام کی اشاعت کیلئے کرے گا وہ خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوگا

پس آج ہر احمدی کا بھی کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت سے حصہ لینے کیلئے اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنانے کیلئے، خلافت احمدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے کام میں حصہ لیں

گزشتہ 120 سال کی جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر جماعت کی، احمدیت کی حفاظت فرمائی ہے اور جماعت کو ختم کرنے کی دشمن کی ہر تدبیر نے ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی ہے

آج جب مَیں دنیا کے کسی بھی ملک میں بسنے والے احمدی کے چہرہ کو دیکھتا ہوں تو اُس میں ایک قدرِ مشترک نظر آتی ہے اور وہ خلافتِ احمدیہ سے اخلاص و وفا کا تعلق ہے، چاہے وہ پاکستان کا رہنے والا احمدی ہے یا ہندوستان میں بسنے والا احمدی ہے، انڈونیشیا اور جزائر میں بسنے والا احمدی ہے یا بنگلہ دیش میں رہنے والا احمدی ہے، آسٹریلیا میں رہنے والا احمدی ہے یا یورپ و امریکہ میں بسنے والا احمدی ہے یا افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بسنے والا احمدی ہے

انشاء اللہ تعالیٰ اب جلد وہ دن طلوع ہونے والا ہے جب احمدیوں پر ظلم کرنے والے خس و خاشاک کی طرح اُڑا دیئے جائیں گے کیونکہ یہی خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر سکے

اختتامی خطاب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍اگست 2008ء بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

آجکل جماعت احمدیہ میں، افرادِ جماعت میں خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہر بچے، جوان، بوڑھے، مرد، عورت کے دل میں خلافت سے تعلق اور اُس کی اہمیت کا احساس پہلے سے کئی گنا بڑھ کر نظر آتا ہے جس کا اظہار زبانی بھی اور خطوط میں بھی بہت زیادہ احباب و خواتین کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے خلافتِ احمدیہ کے سو سالہ سفر کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت کے افراد کو خلافت سے وفا اور اخلاص اور تعلق میں بڑھایا ہے۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمانے کے امام کا یہ دعویٰ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے اپنی تائید و نصرت کے شامل حال رہنے کا وعدہ فرمایا ہے، سچا دعویٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر سو سال گزرنے کے بعد بھی افرادِ جماعت اُس رسّی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں بلکہ ہر وقت اُسے مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جسکے پکڑنے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنی جماعت کے افراد کو حکم دیا تھا اور نصیحت فرمائی تھی اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ یہ قدرتِ ثانیہ جو میرے بعد آئے گی، یہ خدائی وعدوں کے مطابق دائمی قدرت ہے اور اس سے چمٹے رہ کر ہی ہر فردِ جماعت اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے بھی دیکھے گا اور اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی قدم بڑھائے گا، کیونکہ خلافت کی طرف سے ملنے والی ہدایات و نصائح وہی ہوں گی جو خدا تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے اب آئندہ تمام زمانوں کے انسانوں کیلئے ہمیں بتائی ہیں اور جو قرآنِ کریم کی تعلیم اور احادیث کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں لیکن سامنے ہونے کے باوجود دنیا اُنہیں بھلا چکی ہے یا اُس کی جاہلانہ وضاحتیں کرتے ہوئے اور تفسیریں بیان کر کے اُسے بگاڑ دیا ہے۔ اب غیروں کی تفسیریں پڑھ لیں تو بعض آیات کی عجیب مضحکہ خیز قسم کی تفسیریں کی ہوئی ہیں جو کسی کو اسلام کے قریب لانے کی بجائے دور ہٹانے والی ہوں گی۔ ان تعلیمات کا صحیح فہم اور ادراک اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا ہے اور آپؑ کے بعد خلافتِ احمدیہ کے جاری نظام نے اُسے دنیا میں پھیلانے کی ہمیشہ کوشش کی اور کوشش کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ یہ کوشش جاری رہے گی۔ کیونکہ جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اُس مقصد کو آگے چلانے کیلئے اس زمانے میں آپ کے عاشقِ صادق کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو آپ کے ذریعے یہ اعلان کروایا کہ قُلۡ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف: 159) یعنی اے رسول! تو اعلان کر دے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور پھر خاتم النبیین کہہ کر اس بات پر بھی مہر ثبت کر دی کہ اب آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں ہو سکتا، اور رہتی دنیا تک صرف اور صرف آپؐ کی شریعت قائم رہے گی جو آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی صورت میں اتاری ہے۔

پس اگر اب خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا کوئی ذریعہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اب اگر نجات پانے کا کوئی ذریعہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کر یہ نجات مل سکتی ہے۔ پس آؤ اور خالص ہو کر اُسکی غلامی اختیار کرو کہ اس دَر کے علاوہ اب کوئی راہِ نجات نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بتانے کیلئے کہ آپ کا یہ دعویٰ کہ میں تمام دنیا کے انسانوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ہر زمانے کے انسان کیلئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، سچا دعویٰ ہے، یہ بھی اعلان فرمایا کہ میرے اس نبی کی غلامی میں ہی وہ مسیح و مہدی مبعوث ہوگا جو میرے اس رسول کے پیغام کو محفوظ رنگ میں تمام دنیا تک پھیلائے گا۔ جب وہ ذرائع بھی میسر آئیں گے جب یہ پیغام پھیلانے میں کوئی روک مانع نہیں ہوگی۔ اگر زمینی روکیں پیدا کر

دی جائیں گی تو فضاؤں سے یہ پیغام نشر ہوگا۔ اگر ایک علاقے میں مخالفت کا زور ہوگا تو دوسرے علاقے میں احمدیت کی لہلہاتی کھیتیوں کے پنپنے کیلئے زرخیز زمینیں میسر آجائیں گی۔ اگر ایک ملک میں پابندیاں لگیں گی تو دوسرے ملکوں میں احمدیت کے قبول کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی جو دراصل وہ حقیقی اسلام ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج مسیح محمدی کے غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے وعدے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں، جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیشمار الہامات کی صورت میں ذکر فرمایا ہے، اس لئے وہ شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کیلئے لے کر آئے تھے، مسیح موعود کے غلاموں کے ذریعہ دنیا کے کونوں کونوں میں کامیابی سے پھیل رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’اس وقت کے تمام مخالف مولویوں کو ضرور یہ بات ماننی پڑے گی کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے اور آپؐ کی شریعت تمام دنیا کیلئے عام تھی اور آپ کی نسبت فرمایا گیا تھا وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب: 41) اور نیز آپؐ کو یہ خطاب عطا ہوا تھا۔ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا (الاعراف: 159) سو اگرچہ آنحضرت ﷺ کے عہدِ حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تھیں، قرآن شریف میں جمع کی گئیں، لیکن مضمون آیت قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا (الاعراف: 159) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغِ قرآن ہو جاتی اور یہ اُس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اُس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے، بلکہ اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو 1257 ہجری تک بھی اشاعت کے وسائلِ کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانے تک امریکہ کُل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اسکے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دُور دُور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں، عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمامِ حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں۔ اور یہ دونوں امر اُس وقت غیر ممکن تھے لیکن قرآنِ شریف کا یہ فرمانا کہ وَمَنۡۢ بَلَغَ (الانعام: 20) یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ: 4) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت ﷺ کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنۡهُمۡ کا لفظ ہے‘‘ (یعنی وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ میں جو مِنۡهُمۡ کا لفظ ہے) ’’وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اُس زمانہ میں جو تکمیلِ اشاعت کیلئے موزوں ہے، مبعوث ہوگا جو آنحضرت ﷺ کے رنگ میں ہوگا اور اُسکے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے...... اُس وقت حسبِ منطوق آیت وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ: 4) اور نیز حسبِ منطوق آیت قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا (الاعراف: 159) آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور اُن تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدّام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کیلئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر مَیں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 260 تا 263)

پس ہم وہ خوش قسمت ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کی اس جماعت میں شامل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو نہ صرف اپنے پر لاگو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی اس تعلیم کو پھیلانے والے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ ذرائع مہیا فرما دیئے ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی وجود نہیں تھا۔ گو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پرنٹنگ پریس ایجاد ہو چکی تھی، دوسرے ذرائع موجود تھے لیکن جماعت کا اپنا پریس لگانے کیلئے اُس وقت وسائل نہیں تھے اور آسانی سے میسر نہیں تھے اور اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علیحدہ تحریک فرمانی پڑی تھی۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایشیا، یورپ اور افریقہ کے کئی ملکوں میں جماعت کے اپنے پریس کام کر رہے ہیں اور اُس پیغام کو پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں جس کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ پھر صرف پریسوں تک ہی بات نہیں، بلکہ انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ ٹیلیویژن کے ذریعے جدید ترین اور تیز ترین ذریعہ تبلیغ بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو میسر فرما دیا جو دنیا کے کونے کونے میں آنحضرت ﷺ کے پیغام کو پہنچانے کا کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ کوئی ہماری خوبی نہیں، یہ خدا تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے وعدے کا عملی اظہار ہے جو آج پورا ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تائید و نصرت کے وعدے کے پورا کرنے کا عملی ثبوت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایم.ٹی.اے کے اجراء پر اس حقیقت کا اعلان فرمایا تھا کہ یہ ایم ٹی اے کا اجراء کوئی ہماری خوبی نہیں ہے۔ ہم تو اس کے بارے میں ابھی سوچ ہی رہے تھے بلکہ ریڈیو کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ایم.ٹی.اے کی شکل میں ہمیں انعام عطا فرما دیا اور تبلیغ کا ایک نیا ذریعہ مہیا فرما دیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے اُس وعدے کا اظہار ہے کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘ (تذکرہ، صفحہ 260 ایڈیشن چہارم شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس یہ تبلیغ کے زمین کے کناروں تک پہنچنے کا کام اصل میں تو اُس اعلان کی کڑی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کروایا تھا کہ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا (الاعراف: 159) کہ اے لوگو! تمام دنیا کے انسانو مَیں تم سب کی طرف مَیں اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ دیکھ لیں، پریس بھی، انٹرنیٹ بھی اور ایم.ٹی.اے بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں جماعت کی ویب سائٹ کام کر رہی ہے۔ اٹلی میں بھی وہاں کے احمدی نوجوانوں نے Italian زبان میں بڑی اچھی ویب سائٹ بنائی ہے۔ اس طرح دوسری زبانوں میں بھی ہے۔ اٹلی کی مثال میں نے اس لئے دی ہے کہ یہی وہ ملک ہے جہاں اس وقت عیسائیت کی خلافت یعنی پوپ کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چند سال پہلے وہاں مرکز اور مسجد کیلئے جگہ خریدنے کیلئے جو کوشش ہو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُسے بھی فائنل شکل دے کر وہ ہمیں مہیا فرما دی ہے اور مسیح محمدی کے غلاموں کا، مسیح موسوی کے ماننے والوں کو اس آخری نبی کے قدموں میں لانے کی کوششوں کا ایک نیا میدان کھل گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف بنی اسرائیل کیلئے نہیں بھیجا تھا بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا تھا۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو تکمیل اشاعتِ دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے بروز کے طور پر مبعوث ہونا تھا، ہوا۔ اور مَیں اور آپ اُن خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہیں یہ ترقیاں دیکھنی نصیب ہو رہی ہیں۔ اور جن کو یہ توفیق ملی کہ اُن کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

پس اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس بات کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کریں جس سے ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ اُن برکات سے فیض پاتی چلی جائیں جو حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی جماعت سے جڑے رہنے والوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ: 4) اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ ہدایت کا ذخیرہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں مکمل ہو گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا (المائدہ: 4) یعنی آج مَیں نے تمہارے فائدے کیلئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ پس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہدایت کامل ہو گئی اور اب کوئی شرعی کتاب نہیں آ سکتی۔ اب کوئی شرعی رسول نہیں آ سکتا لیکن اشاعتِ دین کا کام باقی ہے جو آخرین نے کرنا ہے اور وہ جیسا کہ مَیں نے حوالہ پڑھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس زمانہ میں یہ اشاعت کا کام ہی ہونا تھا اور ہو رہا ہے کیونکہ وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ: 4) کی سچائی اُس وقت ثابت ہوتی ہے جب ہم یہ تسلیم کریں کہ اشاعت کا کام آئندہ زمانے کیلئے ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ اُس پیشگوئی کے مصداق بنے جیسا کہ اس کی وضاحت میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ 4) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اُسکی صحبت سے مشرف ہوں اور اُس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لیے اس

کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں، وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔‘‘
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 502)

پس اشاعتِ دین کی تکمیل کا کام نئے زمانے کی ایجادات کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں شروع ہوا اور آپؑ کے صحابہ نے بھی اس میں بھرپور رنگ میں حصہ لیا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب جو قرآنِ کریم کے علم و معرفت کے خزانے سے بھری پڑی ہیں۔ قرآنِ کریم کی آیات کی تفسیر کے نئے نئے راستے دکھاتی ہیں۔ قرآنِ کریم کے اُن خزانوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو اس زمانے میں ظاہر ہونے تھے اور ہو رہے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو جو آپؐ پر کامل ہوا، آپؐ کے غلامِ صادق کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا تک پہنچانے کا انتظام فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور آپ کے صحابہ کی صورت میں وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ: 4) کا وعدہ پورا فرمایا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اُس وعدے کے پورا ہونے کے گواہ بن کر مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہوگئے اور ایک لڑی میں پروئے گئے جبکہ دوسرے مسلمان اُس انکار کی وجہ سے آپس میں پھٹے ہوئے ہیں، اور اُن کے ہر کام میں بے برکتی ہے۔

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں سے تمکنت اور رعب کا وعدہ فرماتا ہے، یہ مسلمان کمزوری اور محتاجی کا شکار ہیں۔ چاہے وہ اسلامی ملکوں کے لیڈر ہوں یا اسلامی ملکوں کی حکومتیں ہوں، آپس کے معاملات کو طے کرنے کیلئے غیروں کی جھولی میں جا کر گرتے ہیں۔ ایک ہی ملک میں رہنے والے مسلمان لیڈر غیروں کو آوازیں دیتے ہیں کہ آؤ اور ہماری مدد کرو۔ اسلامی حکومتیں ہیں تو وہ غیر مسلم حکومتوں کی مرضی پر اپنے معاملات طے کرتی اور چلاتی ہیں۔ مسلمانوں کی ملکی دولت تو غیر مسلموں کے ہاتھ میں چلی گئی ہے۔ اگر لیڈروں اور ملکی سربراہوں کو کوئی دلچسپی ہے تو صرف اتنی کہ ہماری جائیدادیں بن جائیں، ہمارے بینک بیلنس بن جائیں، ہم امیر ہو جائیں۔ ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اسلامی ملکوں کے اندرونی فسادات کو روکنے کیلئے غیر اسلامی ملکوں کی فوجوں سے مدد لی جاتی ہے۔ یہ سب اُس نافرمانی کا نتیجہ ہے جو خدا تعالیٰ کے کلام کو نہ مان کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہوئے، اس زمانے کے امام کا انکار کرتے ہوئے کی گئی ہے۔ بجائے اسکے کہ آج مسلمان ممالک اپنی دولت کا صحیح استعمال کرتے اور مسیح موعود کے ماننے والوں میں شامل ہو کر تکمیلِ دین کیلئے آخری مقصد یعنی اشاعتِ دین کا کام سرانجام دیتے، اس دولت کو مسیح محمدی کے قدموں میں رکھ کر غیر مسلم دنیا میں اشاعتِ اسلام کے اہم فریضہ میں ہاتھ بٹاتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی مخالفت کر کے نہ دین کے رہے اور نہ دنیا کے اور جب تک یہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کریں گے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ پورا ہو چکا ہے اور آنے والا مسیح آ چکا ہے اور اُسکی مخالفت کے بجائے اُسکی مدد کرنا ہمارا فرضِ اوّلین بنتا ہے، اُس وقت تک وہ اسی موجودہ حالت سے دوچار ہوتے رہیں گے اور ذلت کا سامنا کرتے رہیں گے۔

پس مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک احمدی کا ایمان اور زیادہ بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کے جذبات اور زیادہ اُبھرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اس نعمت سے نوازا ہے۔ پھر یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے طور پر مبعوث ہوئے اور قرآنی علم و عرفان کے خزانے شائع کر کے اسلام کی اشاعت کے سامان پیدا فرما دیئے اور مخالفینِ اسلام پر اتمامِ حجت کر دی اور دلائل سے اُن کے منہ بند کر دیئے اور اپنی زندگی میں قربانیاں کرنیوالوں کی ایسی جماعت قائم کر دی جنہوں نے صحابہ کا رنگ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور انہوں نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (المائدہ :120) کا درجہ پایا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخرین میں جو میرا بروز کھڑا ہوگا وہ صرف اپنی زندگی تک ہی اشاعتِ اسلام کا کام نہیں کرے گا بلکہ اُس کے بعد خلافت کا سلسلہ بھی شروع ہو گا جو دائمی ہوگا۔ اور پھر مسیح محمدی نے بھی یہ اعلان فرما دیا کہ میرے سلسلہ کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہو گی کہ میرے بعد نظامِ خلافت چلے گا جو اشاعتِ اسلام کے کام کو آگے بڑھائے گا، جو میرے مشن کی تکمیل کرے گا اور جب تک اُن باتوں کی تکمیل نہ ہو جائے، جب تک وہ مشن مکمل نہ ہو جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا ہے۔ جب تک تمام دنیا پر اتمامِ حجت نہ ہو جائے، قیامت نہیں آئے گی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ

’’خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔‘‘
(الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305-306)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی حقیقت میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کیونکہ اس طرح وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ: 4) کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد کہ مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یعنی وہ خلافت قائم ہوگی جو نبوت کے کام کو آگے بڑھائے گی اور اُس کے طریق پر چلنے والی ہوگی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ وہ قدرت آسمان سے نازل ہوگی، یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی خلیفہ بنائے گا اُسکے ساتھ آسمانی تائیدات اور قدرت کے نظارے بھی ہمیشہ دکھائے گا اور خلافتِ احمدیہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ اشاعتِ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کرتی چلی جائے گی اور اس کام کی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ اُسکے ہاتھ بن جائے گا، اُسکے بازو بن جائے گا اور ہر فیصلہ جو خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اسلام کی اشاعت کیلئے کرے گا وہ خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوگا۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر نہ ہی خدا تعالیٰ کی قدرت ہے اور نہ ہی آسمان سے نازل ہونے والی ہے۔

اور اس بات نے اس معاملہ کو بھی حل کر دیا کہ بندوں کے انتخاب کو خدا تعالیٰ کا انتخاب کس طرح سمجھا جائے۔ اگر بندوں کے انتخاب کو خدا تعالیٰ کی تائید حاصل نہ ہو تو بیشک یہ بات سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ لیکن اگر اس انتخاب کو آسمانی تائیدات مضبوط کر رہی ہوں تو یہ بندوں کا انتخاب نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بندوں کو ذریعہ بنا کر اپنی قدرت کا نازل کرنا ہے۔ آج ہر شہر اور ہر ملک میں ہر لمحہ اور ہر دن جماعت کی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اٰخَرِیْن میں مبعوث ہونے والے وہی نبی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کرنی تھی اور آپؑ کے بعد خلافتِ احمدیہ بھی یقیناً اُسی سچے وعدوں والے خدا کی تائید یافتہ ہے جس کے ذریعہ سے یہ کام آگے بڑھنا تھا۔

پس آج ہر احمدی کا بھی کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت سے حصہ لینے کیلئے، اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنانے کیلئے خلافت احمدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے کام میں حصہ لیں تا کہ ہمیشہ اُن لوگوں میں شامل رہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (النور: 56) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اُس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے وہ اُسے مضبوطی سے اُن کیلئے قائم کر دے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کو امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔

پس ایمان میں مضبوطی والوں کے ساتھ، اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ خلافت کے انعام سے فیض پاتے رہیں گے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُس دین کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اُن کیلئے پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کونسا دین پسند کیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ: 4) تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’مَیں تمہارا دین اسلام ٹھہرا کر خوش ہوا۔ یعنی دین کا انتہائی مرتبہ وہ امر ہے جو اسلام کے مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ محض خدا کیلئے ہو جانا اور اپنی نجات اپنے وجود کی قربانی سے چاہنا، نہ اَور طریق سے اور اس نیت اور اس ارادہ کو عملی طور پر دکھلا دینا۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10 صفحہ 368)

پس یہ وہ مقام ہے جو ایک احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس بات کو سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حقیقت کامل فرمانبرداری ہے اور اپنے وجود کی قربانی ہے۔ اور یہی کامل فرمانبرداری اور قربانی ہے جو بہترین اعمال کی انتہا ہے۔ اور یہ فرمانبرداری اور کامل اطاعت دکھانے والے اور قربانی کیلئے تیار رہنے والے بھی وہی لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے پیغام کی نشر و اشاعت میں خلافت کا ہاتھ بٹانے والے ہیں اور اس کام کیلئے اپنا مال، جان اور وقت قربان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰمٓ سجدۃ: 34) یعنی اور اُس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور نیک اور صالح عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہ حکم پھر اسی طرف توجہ پھیرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے عمل بھی اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے چاہئیں جس کی طرف وہ دوسرے کو بلا رہا ہے۔ جس پیغام کی اشاعت میں مد و معاون بن رہا ہے۔ اور وہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک مکمل طور پر اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا جُوا اپنی گردن پر نہ ڈالے اور جب یہ صورتحال پیدا ہوگی، جب ہر احمدی کی یہ کیفیت ہوگی تو وہ جہاں خلافت کے انعام سے فیض پانے والا ہوگا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں سے وابستہ انعامات کا وارث بنے گا وہاں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اُمت میں بھی شامل ہوگا، صرف دعویٰ ہی نہیں ہوگا جیسا کہ آجکل کے مسلمان کرتے ہیں۔ اور پھر

اس کے ساتھ دنیا میں امن وسلامتی کا پیغام پہنچانے والا بھی ہوگا۔ اس خوبصورت پیغام کی وجہ سے، اس خوبصورت تعلیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری، مخالفین کو اس ذریعہ سے یہ پیغام بھی پہنچایا جاسکتا ہے کہ اُن کی سختی کا جواب پیار سے دیا جائے اور جب سختی کا جواب نرمی سے ہو، غصے کا جواب صبر سے ہو تو ایک وقت آتا ہے جب مخالف سے مخالف بھی بات سننے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے سوائے اُن کے جن کے دل خدا تعالیٰ کی طرف سے سخت کر دیئے گئے ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کو ہدایت نہیں ملنی۔ اور جب مخالفِ اسلام، اسلام کے محاسن کا علم حاصل کرے گا تو یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہے گا کہ واقعی یہ کامل دین ہے۔

پس ہر احمدی کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کیلئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کیلئے ہر قربانی کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اس زمانے میں مسیح محمدی کے غلاموں میں شامل ہوکر ''نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللہ'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اپنے ایمان کو بھی کامل کرتے چلے جائیں اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے معیار بھی بلند سے بلند کرتے چلے جائیں۔ اور جب یہ ہوگا تو ہر فرد اس زمانے کے امام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو انفرادی طور پر اپنے ساتھ بھی پورا ہوتا دیکھے گا۔ اور اجتماعی طور پر تو یہ مقدر ہو ہی چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مومنوں کی اس جماعت نے جو مسیح محمدی سے منسوب ہے تمام دنیا پر غالب آنا ہے۔ دشمن کا ہر حملہ چاہے وہ سامنے سے ہو، چاہے پیچھے سے ہو، چاہے دائیں سے ہو یا بائیں سے ہو، اُس کام کو جو مسیح موعود کے سپرد ہو چکا ہے اُس میں روک نہیں ڈال سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ جماعت خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت اور حفاظت کی ڈھال میں محفوظ ہے۔ اور یہ ایسی ڈھال ہے جس نے ہر طرف سے جماعت کو اپنی حفاظت میں لیا ہوا ہے، اپنے حصار میں لیا ہوا ہے اور گزشتہ 120 سال کی جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر جماعت کی، احمدیت کی حفاظت فرمائی ہے اور جماعت کو ختم کرنے کی دشمن کی ہر تدبیر نے ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کا کوئی برّاعظم نہیں جس کے بڑے بڑے ملکوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام مسیح محمدی کے غلاموں نے نہ پہنچا دیا ہو، بلکہ اکثر چھوٹے چھوٹے ملک اور جزائر بھی اس نور کی روشنی سے فیضیاب ہو رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتَو ہے۔

اور آج یہ کام ہم صرف اس لئے باحسن انجام دے رہے ہیں کہ خلافت کے انعام سے انعام یافتہ ہیں۔ آج جب مَیں دنیا کے کسی بھی ملک میں بسنے والے احمدی کے چہرہ کو دیکھتا ہوں تو اُس میں ایک قدرِ مشترک نظر آتی ہے اور وہ ہے خلافتِ احمدیہ سے اخلاص و وفا کا تعلق۔ چاہے وہ پاکستان کا رہنے والا احمدی ہے یا ہندوستان میں بسنے والا احمدی ہے، انڈونیشیا اور جزائر میں بسنے والا احمدی ہے یا بنگلہ دیش میں رہنے والا احمدی ہے، آسٹریلیا میں رہنے والا احمدی ہے یا یورپ وامریکہ میں بسنے والا احمدی ہے یا افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بسنے والا احمدی ہے، خلیفہ وقت کو دیکھ کر ایک خاص پیار، ایک خاص تعلق، ایک خاص چمک چہروں اور آنکھوں میں نظر آرہی ہوتی ہے اور یہ صرف اس لئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت اور وفا کا سچا تعلق ہے اور یہ صرف اس لئے ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کامل اطاعت اور محبت کا تعلق ہے، یہ اس لئے ہے کہ اس بات کا مکمل فہم وادراک ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کُل انسانیت کے نجات دہندہ بنا کر بھیجے گئے ہیں اور خلافتِ احمدیہ آپ تک لے جانے کی ایک کڑی ہے۔ اُس وعدہ کی نشانی ہے جو خدائے واحد کے قدموں میں ڈالنے کیلئے ہمہ وقت مصروف ہے۔

پس کیا کبھی ایسی قوم کو ایسے جذبات رکھنے والی روحوں کو کوئی قوم شکست دے سکتی ہے؟ کبھی نہیں اور کبھی نہیں۔ اب جماعت احمدیہ کا مقدر کامیابیوں کی منازل کو طے کرتے چلے جانا ہے اور تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ یہ اس زمانے کے امام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کبھی اپنے وعدوں کو جھوٹا نہیں ہونے دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا......سوا‌ے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔'' (تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 409-410)

پس آج بعض جگہ پر اگر ہمیں مخالفین بظاہر زور میں نظر آرہے ہیں اور احمدی ظلم میں پستے ہوئے نظر آرہے ہیں تو یہ عارضی تکلیفیں ہیں، یہ عارضی حالت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد اب وہ دن طلوع ہونے والا ہے جب احمدیوں پر ظلم کرنے والے خس وخاشاک کی طرح اُڑا دیئے جائیں گے کیونکہ یہی خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرسکے۔

پس آج دنیا میں بسنے والے وہ مظلوم احمدی جو چاہے انڈونیشیا میں بس رہے ہوں یا بنگلہ دیش میں بس رہے ہوں یا پاکستان میں رہنے والے ہوں، صبر اور دعا سے خدا کا فضل مانگتے ہوئے اُسکے حضور سجدہ ریز رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آخری فتح مسیح محمدی کے غلاموں کی ہی ہے کیونکہ آپ ہی وہ قوم ہیں جو اخلاص و وفا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے ہر کوشش میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت دکھاتے ہوئے اس کام کی توفیق دیتا چلا جائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں ہم وہ خوش قسمت ہیں جن کے ساتھ مسیح الزمان کی دعائیں شامل ہیں، اُس شخص کی دعائیں شامل ہیں جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اُس کا آنا میرا آنا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ، باب قولہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم حدیث 4897)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''ہم تو یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا جماعت کو محفوظ رکھے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برحق رسول تھے اور خدا کی ہستی پر لوگوں کو ایمان پیدا ہو جائے۔'' (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 261، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے اور ہم ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ اب اس جلسے کا اختتام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ ان دنوں میں جو پاک تبدیلیاں آپ لوگوں نے اپنے اندر پیدا کیں، اُنہیں ہمیشہ اپنے اندر قائم رکھیں اور ہر دن آپ کے ایمان اور ایقان کو بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں واپس لے جائے اور ہمیشہ آپ کا حافظ وناصر ہو۔ ہمیشہ آپ کی حفاظت کرے اور ہر وہ فیض اور ہر وہ دعا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کیلئے فرمائی اُسکو ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ اس دفعہ اس حوالے سے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی اس امید کا بلکہ یقین کا اظہار کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یقین رہا ہے کہ ہماری تعداد بڑھتی ہے، اس سال میں خاص طور پر حیرت انگیز طور پر بڑھ رہی ہے۔ میرا اندازہ تھا کہ پچھلے سال سے تین چار ہزار زیادہ حاضری ہوگی لیکن یہ جو حاضری سامنے آئی ہے اس میں گزشتہ سال اس وقت ٹوٹل حاضری ستائیس ہزار تھی اور اِس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے، شامل ہونے والوں کی کُل تعداد سینتیس ہزار پانچ سو گیارہ ہے۔ ان میں خواتین کی تعداد ساڑھے انیس ہزار ہے اور مرد اٹھارہ ہزار ہیں، عورتیں مردوں سے بڑھ گئی ہیں۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4 / جنوری 2013)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

دونوں کام ہوئے۔ عربوں کی ذلت اور نکبت واد بار بھی دور ہوا۔ اور ان کی جہالت اور شرک اور اخلاقی کمزوری بھی دور ہوئی۔ ایک طرف وہ سب دنیا کے بادشاہ ہو گئے۔ دوسری طرف وہ سب دنیا کے معلم ہو گئے۔ عربوں کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی حالت اور آپ کے بعد کی تبدیلی کا اس تاریخی واقعہ سے کچھ اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب ایران پر چڑھائی ہوئی تو ایران کے بادشاہ نے اپنے کمانڈر انچیف کو یہ کہلا بھیجا کہ ان لوگوں کو کچھ انعام کا وعدہ دے کر جنگ کو ختم کرو۔ اور انعام بھی نہایت حقیر تھا۔ یعنی فی سپاہی ایک ایک دو دو دینار۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب اپنی ہمسایہ قوموں کی نظر میں نہایت غریب اور محتاج اور کم ہمت تھے۔ لیکن اسلام نے ان کو کیا بنا دیا۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے نہ صرف ایران کو فتح کیا بلکہ شام، فلسطین، مصر، اناطولیہ، آرمینیا، عراق، شمالی افریقہ، ہسپانیہ، افغانستان، ہند اور چین تک بھی پہلی صدی کے اندر فتح کر لئے۔

صحابہ جو غریب اور متوسط الحال لوگ تھے، ایسے دولت مند ہو گئے کہ ایک صحابی عبدالرحمن بن عوف جب فوت ہوئے تو اڑھائی کروڑ روپیہ ان کا ترکہ نکلا جو آج کل کے لحاظ سے بہت بڑی دولت ہے کیونکہ اُس وقت روپیہ کی قیمت بہت زیادہ ہوتی تھی۔

دوسری تبدیلی بھی ظاہر ہے۔ عرب کے لوگ یا تو لکھنے کو عیب سمجھتے تھے اور کسی قسم کا علم بھی ان میں نہ پایا جاتا تھا، ساری دنیا کے علوم کے حامل ہو گئے۔ تاریخ کی بنیاد انہوں نے ڈالی۔ صرف ونحو، معانی، بیان، لغت کو انہوں نے کمال تک پہنچا دیا۔ فقہ اور فلسفہ فقہ اور منطق اور حکمت اور طب اور سیاست اور انجینئرنگ اور ہندسہ اور الجبرا اور علم کیمیا اور ہیئت وغیرہ بیسیوں علوم یا ایجاد کئے یا انہیں ادنیٰ حالت سے بڑھا کر کمال تک پہنچایا۔ اور آج یورپ کے محققین تسلیم کرتے ہیں کہ اگر مسلمان عرب نہ ہوتے تو آج دنیا علم کی اُس منزل پر نہ ہوتی جہاں اب ہے۔ اور روحانیت میں جو عربوں نے ترقی کی اس کی مثال تو ابتداء عالم سے اس وقت تک اور کسی قوم میں پائی ہی نہیں جاتی۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 438-439، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

مسلمانو! یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دے دی ہے اور مَیں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے
اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے، یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور
مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے

23/مارچ کا دن ہمیں ہر سال یہ بات یاددلانے والا ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد
قرآنی پیشگوئیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدید دین کرنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26/مارچ 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کن قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی؟

جواب خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت: هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (الجمعہ 3-4) کی تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23/مارچ کے دن کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ میں یہ دن اس وجہ سے یاد رکھا جاتا ہے کہ اس دن جماعت کی بنیاد پڑی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لی۔ پس ہمیں یہ دن ہر سال یہ بات یاددلانے والا ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد قرآنی پیشگوئیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدیدِ دین کرنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔

سوال آیت هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ ...... کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علومِ حکمیہ دینیہ جن سے تکمیل نفس ہو اور نفوسِ انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں، بالکل گم ہو گئی تھی اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ یعنی خدا اور اس کی صراطِ مستقیم سے بہت دور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا۔ اور اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے ان کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقینِ کامل تک پہنچایا۔

سوال آیت هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ ...... کی تفسیر کے متعلق حضور انور نے کونسی حدیث بیان فرمائی اور اس کی کیا وضاحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسیؓ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنۡ فَارِس۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہو گا۔ اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کیلئے مسیح موعود کو آنا چاہئے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے اور یہ تمام آثار صلیبی حملہ کے زمانہ کیلئے بیان کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اس حملہ کا لوگوں کے ایمان پر بہت برا اثر ہوگا۔

سوال وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں۔ اول صحابۂ رسولؐ جو آپؐ کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اسکے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا۔ دوسرا گروہ مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کے طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابن حجر کے ظہور میں آگیا۔ اسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوئے کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحہ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت پر اَور کونسی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا جو اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں؟

جواب آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ذوالسنین ستارہ جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا، اونٹوں کا بے کار ہونا، یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اسی طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری زمانہ میں پوری ہونے والی کون کون سی نشانیاں بیان فرمائیں؟

جواب ایک یہ کہ اُس زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکلیں گی اور ایک یہ کہ زمین کی پوشیدہ کانیں یعنی معدنیں بہت سی نکل آویں گی۔ اور زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جسکے ذریعہ سے کتابیں بکثرت ہو جائیں گی اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو بآسانی خبریں پہنچا سکیں گے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوی مجددیت اور مسیحیت کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کیلئے ابتدا سے موعود تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔

سوال نشان نمائی اور اس میں مقابلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام دنیا کو کیا چیلنج دیا؟

جواب حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کرکے مجھ پر غالب آسکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعثت کی کیا غرض بیان فرمائی؟

جواب آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔

سوال اپنے دعوے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: مَیں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مَیں مفتری نہیں، کذاب نہیں۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قَسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر کئے دیکھ کر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر مَیں تمہیں خدا تعالیٰ کی قَسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو کہ باوجود اس کے کہ ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالیٰ پر کرے پھر اللہ تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کرے گا۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر (دے) دی ہے اور مَیں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

☆ جسکے سپرد اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی دیکھ بھال فرض کی ہو اگر وہ اس حال میں مرتا ہے کہ اس نے اپنی رعیت کی نگہبانی کرنے میں عدل سے کام نہ لیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردے گا۔ ☆ جو شخص لوگوں میں عدل سے فیصلے کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے

جیسے بھی حالات ہو جائیں تم نے انصاف اور امن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا اور ہمیشہ سچ کا ساتھ دینا ہے

حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ، چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کیلئے ہو، جھوٹ مت بولو، اگر چہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 / مارچ 2004 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کس آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (النساء:136) کی تلاوت فرمائی۔

سوال: اس آیت کی سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا تشریح فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قرآن کریم میں جن اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی ہے، ان میں سے ایک انصاف اور عدل ہے جس پر عمل کرنا مومنوں پر فرض ہے۔ جیسے بھی حالات ہو جائیں تم نے انصاف اور امن کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا اور ہمیشہ سچ کا ساتھ دینا ہے۔

سوال: عیسائیوں کے اس اعتراض پر کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ نے بعض جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو کیا چیلنج دیا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح سچ بولنے اور انصاف پر قائم رہنے کی تلقین قرآن کریم میں ہے، عیسائی اگر انجیل میں سے دکھا دیں تو ایک بڑی رقم انعام کے طور پر پیش کروں گا۔ لیکن کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ مقابلے میں آئے۔

سوال: کس سوچ کے ساتھ اپنے معاملات طے کرنے چاہئیں اور اسکا بڑا فائدہ حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: جب یہ پتہ ہو کہ ایک خدا ہے جو میری ظاہری اور پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ جس کو میرے موجودہ فعل کی بھی خبر ہے اور جو میں نے آئندہ کرنا ہے اس کی بھی خبر رکھتا ہے۔ جب اس سوچ کے ساتھ اپنے معاملات طے کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ میں بھی ترقی ہوگی اور جب تقویٰ میں ترقی ہوگی تو پھر عدل کو قائم رکھنے کیلئے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا کہ اپنے یا اپنے والدین کے خلاف یا اپنے کسی دوسرے عزیز کے خلاف بھی کبھی گواہی دینے کی ضرورت پڑی تو گواہی دینے کی ہمت پیدا ہوگی اور توفیق ملے گی۔

سوال: حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا اپنے مزارعین کے ساتھ کونسا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؑ کے والد کے ساتھ مزارعین کا درختوں کا معاملہ تھا، مزارعین نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت دیانت، انصاف اور عدل کو دیکھتے ہوئے عدالت میں کہہ دیا کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد یہ گواہی دے دیں کہ ان درختوں پر ان کے والد کا حق ہے تو ہم مقدمہ واپس لے لیں گے۔ عدالت نے آپ کو بلایا، وکیل نے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی، آپؑ نے فرمایا کہ میں تو وہی کہوں گا جو حق ہے کیونکہ میں نے بہرحال عدل، انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ چنانچہ آپ کی بات سن کر عدالت نے ان مزارعین کے حق میں ڈگری دے دی۔

سوال: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سچ پر قائم ہونے کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کیلئے ہو، جھوٹ مت بولو، اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو۔

سوال: عدل و انصاف کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور کونسی آیت پیش فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ المائدہ آیت نمبر 9 کی تلاوت فرمائی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ یعنی اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

سوال: عدل و انصاف کی اہمیت کے متعلق حضور انور نے کونسی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک حدیث ہے، حضرت زہیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انصاف کرنے والے خدائے رحمٰن کے داہنے ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی دیکھ بھال فرض کی ہو اگر وہ اس حال میں مرتا ہے کہ اس نے اپنی رعیت کی نگہبانی کرنے میں عدل سے کام نہ لیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردے گا۔

سوال: گھریلو معاملات میں عدل وانصاف قائم کرنے کے متعلق حضور انور نے احمدیوں کو کیا تلقین فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر شادی شدہ مرد اپنے اہل و عیال کا نگران ہے، اسکا فرض ہے کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھے، گھر کے اخراجات پورے کرنا، بچوں کی تعلیم کا خیال رکھنا، ان کی تمام تعلیمی ضروریات اور اخراجات پورے کرنا، یہ سب مرد کی ذمہ داری ہے۔ اگر بیوی بعض اخراجات پورے کردیتی ہے تو یہ اس کا مردوں پر احسان ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے حصہ پانا ہے تو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہوں گی۔ اگر نہیں تو پھر ظلم کر رہے ہوگے۔ انصاف والی تو کوئی چیز تمہارے اندر نہیں۔

سوال: بیویوں سے حسن سلوک کے بارے میں حضور انور نے کونسی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا شخص وہ ہے جو ان میں سے سب سے بہتر اخلاق کا مالک ہے۔ اور تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرنے والے ہیں۔

سوال: حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو بیویوں کے حقوق ادا کرنے کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! تمہارا تمہاری بیوی پر ایک حق ہے، اسی طرح تمہاری بیوی کا بھی تم پر ایک حق ہے تمہارا حق تمہاری بیویوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ان لوگوں کو نہ بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ وہ ان لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، اور تمہاری بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان سے ان کے کھانے کے معاملے میں اور ان کے لباس کے معاملے میں احسان کا معاملہ کرو۔

سوال: حضور انور نے قضا اور عہدیداران کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا عہدیداران کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے ہوں۔ قضاء کے پاس فیصلے کیلئے معاملات آتے ہیں، ان کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھنا چاہئے کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے دعا کرکے، گہرائی میں جا کر، ہر چیز کو غور سے دیکھ کر پھر فیصلہ کریں تا کہ کبھی کسی کو شکوہ نہ ہو کہ عدل و انصاف کے فیصلے نہیں ہوتے۔ بعض دفعہ قضا میں صلح وصفائی کی کوشش کیلئے معاملہ لمبا ہو جاتا ہے جس سے کسی فریق کو یہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے کہ قضا فیصلے نہیں کر رہی۔ ان فریقین کو بھی صبر اور حوصلے سے کام لینا چاہئے۔ بہرحال عہدیداران اور قضا کو انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلے کرنا چاہئیں۔

سوال: عدل و انصاف سے فیصلے کرنے کی اہمیت کے متعلق حضور انور نے کونسی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن تک کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ہر عضو کیلئے صدقے دینا چاہئے اور جو شخص لوگوں میں عدل سے فیصلے کرتا ہے تو یہ اسکی طرف سے صدقہ ہے۔

سوال: عدل وانصاف کو قائم رکھنے کے متعلق حضور انور نے کونسی روایت بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر بھیجتے ہوئے کہا، جاؤ لوگوں میں ان کے معاملات کے فیصلے کرو۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ مجھے اس ذمہ داری کو اٹھانے سے معاف نہیں رکھ سکتے؟ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقَضَا بِالْعَدْلِ یعنی جو قضا کے عہدے پر فائز ہوا سے چاہئے عدل کے ساتھ فیصلے کرے اور مناسب یہ ہے کہ اس عہدے سے اس طرح نکلے کہ اس پر کوئی الزام نہ ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سننے کے بعد میں اس عہدے کی خواہش نہیں رکھتا۔

سوال: خطبہ کے آخر پر حضور انور نے عدل وانصاف کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کونسا اقتباس پیش فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اس سے اور اس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو نہ صرف عدل بلکہ احسان کرو اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو ایسے بے علت اور بے غرض ہو کر خلق اللہ کی خدمت بجا لاؤ کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے کرتا ہے۔

......☆......☆......☆......

ملکی رپورٹیں

ضلع ورنگل صوبہ تلنگانہ کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

پالاکرتی : مورخہ 20/فروری 2021 بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ پالاکرتی کی مسجد میں جلسہ یوم مصلح موعود مقامی صدر جماعت کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد آصف صاحب نے کی۔ نظم مکرم محمد ارشاد صاحب نے پڑھی۔ پہلی تقریر خاکسار محمد رحیم الدین معلم سلسلہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر مکرم محمد یعقوب صاحب مقامی صدر جماعت نے کی۔ اسکے بعد ایک نظم مکرم محمد ریحان صاحب نے پڑھی۔ تیسری تقریر مکرم محمد اکبر صاحب مبلغ انچارج ضلع ورنگل نے کی۔ آخر میں امیر صاحب ضلع ورنگل نے دعا کروائی اور جلسہ اختتام کو پہنچا۔ (محمد رحیم الدین، معلم سلسلہ، جماعت احمدیہ پالاکرتی، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

کنڈور : مورخہ 22/فروری 2021 کو جماعت احمدیہ کنڈور ضلع ورنگل صوبہ تلنگانہ میں عشاء کی نماز کے بعد جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت صدر جماعت مکرم محمد یوسف خان صاحب نے کی۔ قرآن پاک کی تلاوت مکرم اکبر صاحب مقامی قائد نے کی۔ عزیزم صبح علی نے نظم پڑھی۔ خاکسار نے متن پیشگوئی تیلگو زبان میں پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم محمد اکبر صاحب سرکل انچارج نے پہلی تقریر کی اسکے بعد صدر صاحب نے خطاب فرمایا آپ نے افراد جماعت کو نماز میں باقاعدگی اور التزام کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کیلئے تحریک کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

(محمد مستان، معلم سلسلہ، جماعت احمدیہ کنڈور، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

تمڑ پلّی : جماعت احمدیہ تمڑ پلی میں 20/فروری 2021 کو جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم محمد باشاہ صاحب صدر جماعت احمدیہ تمڑ پلی نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم محمد سلیم صاحب نے کی انہوں نے اس جلسہ کی غرض و غایت تفصیل کے ساتھ سمجھائی۔ بعدہ متن پیشگوئی لوکل قائد مکرم محمد مبشر صاحب نے پڑھ کر سنایا، مکرم محمد سلیم صاحب نے اسکا تیلگو ترجمہ سنایا۔ اسکے بعد خاکسار نے تقریر کی اور سیدنا حضرت مصلح موعود کے کارناموں اور آپکی اسلامی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اسکے بعد بچوں نے ملکر ایک ترانہ پیش کیا۔ آخر پر صدر اجلاس نے دعا کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد مظفر باشاہ، معلم سلسلہ، جماعت احمدیہ تمڑ پلّی، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

میلارم : مورخہ 24/فروری 2021 کے دن جماعت احمدیہ میلارم میں یوم مصلح موعود کا جلسہ منایا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم محمد سلیم صاحب قائد ضلع ورنگل نے کی۔ آپ کے ساتھ مکرم محمد اکبر صاحب مبلغ انچارج ضلع ورنگل بھی اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد یعقوب صاحب سیکرٹری مال نے کی اور نظم مکرم محمد ولی پاشاہ صاحب نے پڑھی۔ مکرم محمد اکبر صاحب مبلغ انچارج اور مکرم محمد سلیم صاحب قائد ضلع نے اجلاس سے خطاب فرمایا اور صدر صاحب نے دعا کرائی اور اجلاس ختم ہوا۔ (محمد ولی پاشاہ، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ میلارم، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

کٹاکشاپور : مورخہ 22/فروری 2021 بروز پیر جماعت کٹاکشاپور میں بعد نماز مغرب مکرم شیخ صادق مولا صاحب صدر جماعت کٹاکشاپور کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم سید مبارک احمد نے کی۔ نظم عزیزم محمد طلحہ نے پڑھی بعد اس کے خاکسار نے یوم مصلح موعود کے حوالہ سے 20/فروری کی اہمیت پر تقریر کی۔ آخر پر صدر صاحب نے دعا کروا کر جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا۔

(سید کریم، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ کٹاکشاپور، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

نلّابلّی : مورخہ 21/فروری 2021 کو بعد نماز عشاء جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا۔ جلسہ کی صدارت محمد سرومیاں صاحب صدر جماعت نلّابلّی نے کی۔ تلاوت قرآن مجید عزیزہ سمیرہ بیگم نے کی۔ نظم عزیزہ طیبہ نے پڑھی۔ اسکے بعد خاکسار نے تقریر کی اور پیشگوئی مصلح موعود بھی پڑھ کر سنایا۔ آخر پر صدر اجلاس نے دعا کروائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (بشیر احمد، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ نلّابلّی ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

وینکٹاپور : اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ وینکٹاپور میں مورخہ 28/فروری 2021 بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ یوم مصلح موعود منانے کی توفیق ملی۔ جلسہ کی صدارت محترم محمد عثمان صاحب نے۔ تلاوت قرآن پاک مکرم محمد مدار صاحب نے کی۔ نظم مکرم محمد عمران صاحب نے پڑھی۔ پہلی تقریر مکرم محمد عثمان صاحب نے کی، دوسری تقریر خاکسار محمد نور الدین معلم سلسلہ نے کی۔ آخر پر صدر جلسہ نے دعا کرائی۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

(محمد نور الدین، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ وینکٹاپور، ضلع ورنگل صوبہ تلنگانہ)

سیرہ کنڑہ : مورخہ 20/فروری 2021 ہفتہ کے روز نماز مغرب وعشاء کے بعد جماعت سیرہ کنڑہ میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت مکرم محمد محبوب علی صاحب نے کی۔ مکرم محمد یوسف احمد خرم صاحب نے تلاوت کی۔ اسکے بعد نظم مکرم سمیر احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔ اسکے بعد خاکسار نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے بارے میں تقریر کی۔ بعدہ صدر اجلاس نے دعا کرائی اور جلسہ ختم ہوا۔

(محمد یعقوب پاشاہ خرم، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ سیرہ کنڑہ، ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

ملم پلّی : مورخہ 21/فروری 2021 کو بعد نماز مغرب مکرم فرید احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ملم پلی میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم رزاق صاحب نے کی جبکہ نظم عزیزہ امتہ الوکیل نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے عنوان پر تقریر کی۔ پھر صدر صاحب نے دعا کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین۔

(محمد مصطفیٰ، معلم سلسلہ، جماعت احمدیہ ملم پلی، ضلع ورنگل صوبہ تلنگانہ)

نرملہ : مورخہ 20/فروری 2021 کو جماعت احمدیہ نرملہ میں بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم عباس صاحب صدر جماعت نرملہ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد الیف صاحب نے کی نظم مکرم محمد اشرف صاحب نے پڑھی۔ اسکے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں بتایا۔ اسکے بعد صدر جلسہ نے دعا کرائی اور جلسہ ختم ہوا۔ (محمد سلطان احمد، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ نرملہ، ضلع ورنگل صوبہ تلنگانہ)

ضلع علی پوردوار صوبہ بنگال کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

دیوگاؤں : مورخہ 20/فروری 2021 کو بعد نماز مغرب وعشاء احمدیہ مسجد دیوگاؤں میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا گیا۔ مکرم مقصد الاسلام صاحب صدر جماعت احمدیہ دیوگاؤں کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ مکرم جنید احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم مقصد الاسلام صاحب نے نظم پڑھی۔ خاکسار نے یوم مصلح موعود کی مناسبت سے تقریر کی۔

قاری پارا : قاری پارا جماعت میں مورخہ 20/فروری 2021 کو بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ مکرم نور الحق صاحب صدر جماعت قاری پارا نے اس جلسہ کی صدارت کی۔ مکرم شہیر الدین صاحب سابق صدر جماعت نے تلاوت قرآن کریم کی اور مکرم علی حسین صاحب معلم سلسلہ قاری پارا نے نظم پڑھی۔ پھر مکرم فیروز عالم صاحب نائب صدر جماعت قاری پارا، مکرم ناصر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال آمد اور مکرم دبیر احمد مبلغ سلسلہ قاری پارا نے تقریر کی۔ پھر دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

جے گاؤں : مورخہ 21/فروری 2021 کو بعد نماز مغرب وعشاء جماعت احمدیہ جے گاؤں میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ مکرم شہاب الدین صاحب صدر جماعت جے گاؤں کی زیر صدارت جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ مکرم صغیر احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم مومن الرحمن صاحب نے نظم پڑھی۔ مکرم معین الحق صاحب، مکرم شہاب الدین صاحب صدر جماعت اور آخر میں مکرم رضاء الکریم صاحب امیر ضلع علی پوردوار نے تقریر کی۔ پھر دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

سلوری گھاٹ : مورخہ 21/فروری 2021 کو نماز مغرب وعشاء کے بعد جماعت احمدیہ سلوری گھاٹ میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ مکرم اشرف علی صاحب نے جلسہ کی صدارت کی۔ مکرم ناصر احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم سراج الحق صاحب نے نظم پڑھی۔ مکرم مناف علی صاحب مبلغ سلسلہ دعوت الی اللہ جنوبی ہند نے پہلی تقریر کی اور آخر میں مکرم ابوالکلام صاحب معلم سلسلہ نے تقریر کی اور پھر دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

(محمد نور جمال، مبلغ انچارج ضلع علی پوردوار، صوبہ بنگال)

یوم جمہوریہ کی مناسبت سے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی مساعی

الحمدللہ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے یوم جمہوریہ کی مناسبت سے مورخہ 26/جنوری 2021 کو ایوان طاہر دفتر خدام الاحمدیہ قادیان میں صبح 8:30 بجے پرچم کشائی کی تقریب منعقد کی۔ اس موقع پر مکرم کے. طارق احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم تنویر احمد خادم صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان، مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب قائمقام ناظر امور عامہ بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ پرچم کشائی کے بعد National Anthem (قومی ترانہ) دوہرایا گیا۔ بعد ازاں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس موقع پر حاضرین کے درمیان شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔

اسی روز ایک سائیکل ٹور کا بھی انعقاد کیا گیا۔ بعد نماز فجر محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے دارالمسیح میں اجتماعی دعا کروائی اور مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و مکرم صدر صاحب مجلس صحت قادیان نے ہری جھنڈی دکھا کر سائیکل ٹور کو روانہ کیا۔ اس سائیکل ٹور کو یوم جمہوریہ کی مناسبت سے Peace Ride کا نام دیا گیا تھا۔ اس میں کل 38 خدام شامل ہوئے۔ قافلہ مختلف مقامات سے ہوتا ہوا شام 5 بجے ڈنگوہ (صوبہ ہماچل پردیش) پہنچا جہاں مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ ڈنگوہ اور احباب جماعت نے قافلہ کا پرجوش استقبال کیا۔ دو روز ڈنگوہ جماعت میں قیام کے بعد 28/جنوری کو دوپہر 12 بجے یہ قافلہ ڈنگوہ سے روانہ ہوا اور رات 8 بجے قادیان دارالامان پہنچا۔ دوران سفر خدام نے اسلام احمدیت کا پیغام اور حب الوطن کی خوبصورت تعلیم پر مشتمل لٹریچر تقسیم کئے اور لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

مورخہ 27/جنوری 2021 کو صبح 10 بجے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی جانب سے ڈنگوہ میں free medical camp کا بھی انعقاد کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد بدر صاحب، ڈاکٹر احسان باسط صاحب، ڈاکٹر مبشر احمد صاحب اور ڈاکٹر فواد احمد صاحب نے اپنی خدمات پیش کیں۔ 80 مریضوں کا چیک اَپ کیا گیا اور انہیں ادویات بھی دی گئیں۔

27 جنوری 2021 کو ہی ڈنگوہ میں اطفال و ناصرات کی تعلیمی و تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ اسی روز بعد نماز مغرب وعشاء مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ ڈنگوہ کی صدارت میں ایک جلسہ کیا گیا۔ مکرم مبشر احمد خادم صاحب مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ایک احمدی کا مقام و مرتبہ اور خلافت سے وابستگی کے متعلق تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم رضوان احمد صاحب معاون قائد برائے رشتہ ناطہ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے مقامی جماعت کے خدام و انصار کے ساتھ شعبہ رشتہ ناطہ کے متعلق میٹنگ کی۔

مورخہ 28/جنوری 2021 کو مسجد احمدیہ ڈنگوہ میں باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ مقامی جماعت کے اطفال و ناصرات کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی جانب سے کتب دینی نصاب برائے تربیت نومبائعین دی گئیں۔ قادیان واپسی سے قبل خدام نے ڈنگوہ اور اس کے گردونواہ کے علاقہ اور بازاروں میں لٹریچر بھی تقسیم کیا جس میں کتاب ورلڈ کرائسس اینڈ پاتھ وے ٹو پیس اور کتاب نبیوں کا سردار بھی شامل تھی۔ (اطہر احمد شمیم، مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

آمدہ رپورٹ کے مطابق جلسوں میں احباب جماعت نے تمام سرکاری احکامات مثلاً ماسک لگا کر رکھنا اور شوشل ڈسٹنسنگ وغیرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ان پر عمل کرتے ہوئے جلسہ کی کارروائی سنی۔

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 10 - June - 2021 Issue. 23

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم ملک محمد یوسف سلیم صاحب، مکرم شعیب احمد صاحب، مکرم مقصود احمد بھٹی صاحب، مکرم جاوید اقبال صاحب اور مکرمہ مدیحہ نواز صاحبہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4/جون 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ خطبات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ غزوہ احد کے معاً بعد غزوہ حمراء الاسد وقوع میں آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو قریش کے مدینہ پر حملے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بلایا اور انہیں معاملے سے آگاہ فرمایا۔ دونوں نے مشورہ دیا کہ دشمن کے تعاقب میں جانا چاہئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ آٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے حمراء الاسد پہنچے۔ وہاں پہنچ کر آپؐ کو ابوسفیان اور اسکے لشکر کے بھاگ نکلنے کی اطلاع موصول ہوئی۔ آپ نے حمراء الاسد میں دو تین دن اور قیام فرمایا اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے۔

غزوہ بنو مصطلق شعبان پانچ ہجری میں ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کہ قبیلہ بنو خزاعہ کی ایک شاخ بنو مصطلق مدینہ پر حملے کی تیاری کر رہا ہے تو آپؐ مسلمانوں کی فوج لیکر بنو مصطلق کے قریب ایک مقام مریسیع پہنچے اور ڈیرہ ڈالنے کا حکم دیا اور صف آرائی اور جھنڈوں کی تقسیم وغیرہ کے بعد آپ نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر بنو مصطلق میں یہ اعلان کریں کہ اگر اب بھی وہ اسلام کی عداوت سے باز آجائیں اور آنحضرت ﷺ کی حکومت کو تسلیم کرلیں تو ان کو امن دیا جائے گا اور مسلمان واپس لوٹ جائیں گے مگر انہوں نے سختی کے ساتھ انکار کیا اور جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو یکلخت دھاوا بولنے کا حکم دیا۔ اچانک دھاوے کے نتیجے میں کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہیں شکست ہوگئی۔

غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ گستاخی بھرے کلمات کہے کہ مدینہ پہنچ کر وہ آپؐ کو مدینہ سے نکال دے گا۔ حضرت عمر نے جب یہ سنا تو عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جانے دو۔ لوگ یہ باتیں نہ کرنے لگیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کراتا ہے۔ اسکے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی ویسی بات کہتا اُسی کی قوم اُس کو سخت سست کہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اُس کے حالات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اَے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی تھی اگر میں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ ناک منہ چڑھاتے اب اگر انہی لوگوں کو میں اسکے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں گے۔ وہی جو اسکے حمایتی تھے آج دیکھو ہمارے صبر کی وجہ سے اسکے خلاف ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے جان لیا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کی بات برکت کے لحاظ سے میری بات سے بہت عظیم تھی۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے لگے تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز جنازہ سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں ان کیلئے استغفار کروں یا نہ کروں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسکی نماز جنازہ پڑھائی۔

ابوسلمیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب غزوہ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے تو عصر کی نماز بھی نہیں ملی یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخدا میں نے بھی نہیں پڑھی۔ اس پر آپ ﷺ نے نماز کیلئے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا اور سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر آپ نے اسکے بعد مغرب کی نماز پڑھی یہ بخاری کی روایت ہے۔ اس بارے میں یہ بحث چلتی ہے کہ غزوہ خندق کے دوران نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے تھے۔ اس بارے میں متفرق روایات ملتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام روایات کو ضعیف قرار دیتے ہوئے صرف ایک روایت کو درست قرار دیا ہے جس میں عصر کی نماز معمول سے تنگ وقت میں پڑھنے کا ذکر ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو سفیر کی حیثیت سے مکہ بھیجنا چاہا لیکن حضرت عمرؓ کے مشورہ سے پھر یہ کام آپ نے حضرت عثمانؓ کے سپرد کیا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کو لگ رہا تھا کہ دب کر صلح کی جارہی ہے اور ابو جندل کی مکہ کی طرف دردناک واپسی کا نظارہ بھی مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ حضرت عمرؓ سے رہا نہ گیا وہ آنحضرت ﷺ کے قریب آئے اور کانپتی ہوئی آواز میں فرمایا کیا آپ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ہوں۔ عمر نے کہا کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ عمر نے کہا تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں برداشت کریں؟ آپ ﷺ نے حضرت عمر کی حالت کو دیکھ کر مختصر الفاظ میں فرمایا دیکھو عمر میں خدا کا رسول ہوں اور میں خدا کے منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ مگر حضرت عمر کی طبیعت کا تلاطم لحظہ بہ لحظہ بڑھتا رہا تھا۔ کہنے لگے کیا آپ ﷺ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ضرور کہا تھا مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہوگا؟ عمر نے کہا نہیں ایسا تو نہیں کہا۔ آپ نے فرمایا تو پھر انتظار کرو تم انشاء اللہ ضرور مکہ میں داخل ہو گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔ مگر اس جوش کے عالم میں حضرت عمر کی تسلی نہیں ہوئی لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ کا ایک خاص رعب تھا اس لئے حضرت عمر وہاں سے ہٹ کر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بھی اسی قسم کی جوش کی باتیں کیں۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس پر حضرت عمر کے بھی دستخط تھے۔ صلح حدیبیہ سے واپسی پر جبکہ رات کا وقت تھا آنحضرت ﷺ نے اعلان کرا کے صحابہ کو جمع کروایا اور فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے اور وہ یہ ہے۔ اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ○ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ○ وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا یعنی اے رسول ہم نے تجھے ایک عظیم الشان فتح عطا کی ہے تاکہ ہم تیرے لئے ایک ایسے دور کا آغاز کرادیں جس میں تیری اگلی اور پچھلی سب کمزوریوں پر مغفرت کا پردہ پڑ جائے اور تا خدا اپنی نعمت کو تجھ پر کامل کرے اور تیرے لئے کامیابی کے سیدھے رستے کھول دے اور ضرور خدا تعالیٰ تیری زبردست نصرت فرمائے گا۔ جب آپ ﷺ نے سورہ فتح کی یہ آیات صحابہ کو سنائیں تو چونکہ بعض صحابہ کے دل میں ابھی تک صلح حدیبیہ کی تلخی باقی تھی بعض جلد باز صحابہ نے اس قسم کے الفاظ بھی کہے کہ کیا یہ فتح ہے کہ ہم طواف بیت اللہ سے محروم ہو کر واپس جارہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ایک مختصر سی تقریر میں جوش کے ساتھ فرمایا کہ یہ بہت بیہودہ اعتراض ہے کیونکہ غور کیا جائے تو واقعی حدیبیہ کی صلح ہمارے لئے ایک بڑی بھاری فتح ہے۔ حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی واپسی پر جب آنحضرت ﷺ رات کے وقت سفر میں تھے تو اس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو مخاطب کر کے کچھ عرض کرنا چاہا مگر آپ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ سہ بارہ عرض کیا مگر آپ بدستور خاموش رہے۔ مجھے آنحضرت کی اس خاموشی پر بہت غم ہوا اور میں مسلمانوں کی جمعیت سے آگے نکل آیا اور مجھے ڈر پیدا ہوا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی قرآنی آیت نازل نہ ہو جائے۔ اتنے میں کسی شخص نے میرا نام لے کر آواز دی کہ عمر بن خطاب کو رسول اللہ ﷺ یاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں گھبرایا ہوا جلدی جلدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے آپ کے پہلو میں آگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر اس وقت ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر آپ نے سورہ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا یہ صلح واقعی اسلام کی فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یقیناً یہ ہماری فتح ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم ملک محمد یوسف سلیم صاحب، مکرم شعیب احمد صاحب، مکرم مقصود احمد بھٹی صاحب، مکرم جاوید اقبال صاحب فیصل آباد اور مکرمہ مدیحہ نواز صاحبہ اہلیہ مکرم نواز احمد صاحب مبلغ سلسلہ غانا کا ذکر خیر فرمایا اور جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم شعیب احمد صاحب وقف زندگی کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ آپ بشیر احمد صاحب کالا افغاناں درویش مرحوم قادیان کے بیٹے تھے۔ 56 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ادارہ جات میں بطور کارکن اور افسر اور ناظر خدمت بجالاتے رہے۔ انچارج دفتر علیا اور جلسہ سالانہ اور ناظر بیت المال خرچ ناظم وقف جدید مال افسر جلسہ سالانہ صدر خدام الاحمدیہ بھارت کے طور پر انہیں خدمت کی توفیق ملی۔ ان کا عرصہ خدمت تینتیس سال سے زائد ہے۔ عبادت کی طرف ان کی بڑی توجہ تھی نماز تہجد اور نوافل کی ادائیگی میں باقاعدگی تھی خلافت کی اطاعت کا بھی اعلیٰ معیار تھا۔ ہمیشہ یہ کہتے تھے جو بھی ہدایت آئے فوری طور پر تعمیل کرنی ہے۔ قرآن مجید کا گہرا علم تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ کی کتب کا بھی مطالعہ تھا۔ دینی معلومات بڑی وسیع تھیں ہر موضوع پر تقریر کا ملکہ تھا۔ انتہائی خوش اخلاق اور ملنسار انسان تھے۔ ہر طبقہ کے لوگوں سے پیار اور محبت کرنے والے وجود تھے۔ ضرورتمندوں اور ماتحتوں کا پورا خیال رکھتے تھے قادیان میں ہر شخص ان کی بڑی تعریف کر رہا ہے بلند حوصلہ اور شکرگزار بھی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔ جلال الدین صاحب نیر صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے داماد تھے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں بھی رات تین چار بجے تک دفتر میں رہتے اور قیام گاہوں کا جائزہ لیتے۔ اگر کسی کارکن سے زیادتی ہو جاتی تو مہمان سے خود معذرت کرتے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے دنیا میں کسی سے کبھی عداوت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان کے بچوں کو اہلیہ کو صبر و سکون عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔

مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی کے متعلق حضور انور نے فرمایا: 18 مئی کو باون سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعت احمدیہ چارکوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں و کشمیر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا عرصہ خدمت تیس سال پر مشتمل ہے ان کو امیر زون لکھنؤ اور تقریباً ایک سال مبلغ انچارج سرینگر خدمت کی توفیق ملی۔ 2017ء سے وفات تک فل ٹائم مرکزی قاضی کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ قضا میں بڑی مستعدی کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ اپنے کام سرانجام دے رہے تھے۔ درجنوں مقدمات کے فیصلے کئے۔ اپنے ذمہ کاموں کی بڑی فکر رہتی تھی ہسپتال میں بھی کاموں کی فکر رہتی تھی۔ بڑے ملنسار خوش مزاج دلیر معاملہ فہم اور مستعد واقف زندگی تھے۔ مرحوم موصی تھے پسماندگان میں والدہ اور تین بھائیوں کے علاوہ اہلیہ اور تین بچیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان کی بچیوں کی بھی حفاظت فرمائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad